605

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ27۔جون2013

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبولﷺ

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون مالیات پنجاب2013(مسودہ قانون نمبر3 بابت2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون مالیات پنجاب2013، جیسا کہ ایوان میں پیش کیا گیا ،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون مالیات پنجاب2013 منظور کیا جائے۔

2۔ منظور شدہ اخراجات برائے سال14-2013کے گوشوارہ کا ایوان میں پیش کرنا

ایک وزیر منظور شدہ اخراجات برائے سال14-2013کا گوشوارہ ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ آرڈیننس(ترمیم)سروس ٹربیونل پنجاب2013کا ایوان میں پیش کرنا

ایک وزیر آرڈیننس(ترمیم)سروس ٹربیونل پنجاب2013ایوان میں پیش کریں گے۔

607

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولہویں اسمبلی کا دوسرا اجلاس

جمعرات،27۔جون2013
(یوم الخمیس،17۔شعبان المعظم1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10بج کر55منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝١ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۝٢
وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ۝٣ أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ
أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ ۝٤ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ۝٥ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ
الْعَالَمِينَ ۝٦ كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ ۝٧ وَمَا أَدْرَاكَ
مَا سِجِّينٌ ۝٨ كِتَابٌ مَّرْقُومٌ ۝٩ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝١٠
الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ۝١١ وَمَا يُكَذِّبُ بِهِ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ
أَثِيمٍ ۝١٢

سُوۡرَةُ المطفّفِین آیات1 تا12

ناپ اور تول میں کمی کرنے والوں کے لئے خرابی ہے(1) جو لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا لیں(2)اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو کم دیں(3) کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اٹھائے بھی جائیں گے (4)(یعنی)ایک بڑے (سخت)دن میں(5) جس دن (تمام)لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے(6) سن رکھو کہ بدکاروں کے اعمال سجّین میں ہیں(7)اور تم کیا جانتے ہو کہ سجّین کیا چیز ہے؟(8)ایک دفتر ہے لکھا ہوا (9)اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے(10)(یعنی) جو انصاف کے دن کو جھٹلاتے ہیں(11)اور اس کو جھٹلاتا وہی ہے جو حد سے نکل جانے والا گنہگار ہے(12)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اَج سک متراں دی ودھیری اے
کیوں دِلڑی اُداس گھنیری اے
لوں لوں وچ شوق چنگیری اے
اَج نیناں لایاں کیوں جھڑیاں
مُکھ چند بدر شعشانی اے
مَتھے چمکدی لاٹ نورانی اے
کالی زُلف تے اکھ مستانی اے
مخمور اکھیں ہن مدبھریاں
اس صورت نُوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جانِ جہان آکھاں
سچ آکھاں تے ربّ دی شان آکھاں
جس شان توں شاناں سب بنیاں
سبحان اللہ ما اجملکٰ
ما احسنکٰ ما اکملکٰ
کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء
گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

حلف

نو منتخب خواتین ممبران اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ کچھ خواتین ممبران جو منتخب ہو کر آج آئی ہیں وہ چیمبر میں موجود ہیں تو میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی نشستوں سے کھڑی ہو جائیں اور حلف لیں، حلف لینے کے بعد حلف کے رجسٹر میں دستخط فرمائیں اور ایک بات اور کرتا چلوں کہ کل بھی میں نے کہا تھا لیکن آپ تو کل نہیں تھیں، میں نے تو کہنا ہے کہ حلف اُٹھاتا ہوں لیکن آپ نے کہنا ہے کہ اُٹھاتی ہوں۔ یہ تھوڑا سا فرق ہو گا، محسوس نہ کیجئے گا۔

(اس مرحلہ پر درج ذیل 7 خواتین ممبران نے حلف لیا)

1. محترمہ زیب النساء اعوان ڈبلیو۔300
2. محترمہ شازیہ کامران ڈبلیو۔304
3. ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا ڈبلیو۔348
4. محترمہ نبیرا عندلیب ڈبلیو۔350
5. محترمہ شازیہ طارق ڈبلیو۔351
6. محترمہ حنا پرویز بٹ ڈبلیو۔353
7. محترمہ غزالہ شاہین ڈبلیو۔363

(نعرہ ہائے تحسین)

اب میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اگر آپ اپنی بات کرنا چاہیں تو آپ کو اجازت ہے کہ دو، دو منٹ آپ بات کر سکتی ہیں۔ مائیک آپ کے قریب ہے اس سے آپ اپنی بات کر سکتی ہیں لیکن پہلے دستخط فرمائیں۔

(اس مرحلے پر معزز خواتین ممبران نے حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت کئے)

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! تشریف رکھیں۔ میں نے ان کو پہلے ہی floor دیا ہوا ہے، ابھی newcomers نے اپنی بات کرنی ہے اس کے بعد ہم دیکھتے ہیں۔

تعزیت

سابق خاتون ممبر اسمبلی محترمہ انجم صفدر کے خاوند کی وفات پر دعائے مغفرت

شیخ اعجاز احمد: جناب والا! اس ایوان کی سابق ممبر محترمہ انجم صفدر کے خاوند کا انتقال ہو گیا ہے ان کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب سپیکر: چلیں! دعا کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں سابق خاتون ممبر پنجاب اسمبلی محترمہ انجم صفدر کے خاوند کے لئے دعائے مغفرت کروائی گئی)

اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے لیکن آپ کو چاہئے تھا کہ آپ سیکرٹری اسمبلی کو اطلاع دیتے کہ یہ معاملہ ہے آج تو چلو بات ہو گئی، آئندہ سے ذرا احتیاط کیجئے گا۔

محترمہ زیب النساء اعوان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میرا نام زیب النساء اعوان ہے، میرا تعلق راولپنڈی سے ہے۔ میں سابق ضلعی صدر ہوں اور سابق ممبر ضلع کونسل بھی ہوں۔ میں اپنی بات ایک شعر سے شروع کروں گی۔

میری ابتدا میری انتہا تیرے نام سے رب کبریا
جسے چاہا تو نے نواز دیا نہیں ہے تیرے کرم کی انتہا
میں کیا کروں گی تیری ثناء تُو تو شہنشاہوں کا شہنشاہ
فقط میں اتنا جانتی ہوں وتعز من تشاء وتذل من تشاء

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! مجھے اپنے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف پر فخر ہے۔ میں آپ سب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں جو مجھ سے پہلے پہنچے ہیں، جو میری بہنیں آج میرے ساتھ بیٹھی ہیں میں ان سب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں اور میں قائدین کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: بھائیوں کے متعلق کیا خیال ہے؟ آپ نے بہنوں کے متعلق تو کہہ دیا۔ (قہقہے)

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر! میں خصوصی طور پر آپ کی بھی شکر گزار ہوں کہ آپ بھی میری طرح ایک ورکر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ سیٹ دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اچھے اور نیک کام کرنے کی ہمت اور توفیق دے۔ میں اسی کے ساتھ اجازت چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔next

محترمہ غزالہ شاہین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میرا نام غزالہ شاہین ہے اور میں ضلع بہاولنگر کی تحصیل ہارون آباد سے تعلق رکھتی ہوں۔ میں سب سے پہلے بہت شکر گزار ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ عزت بخشی اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں پاکستان مسلم لیگ (ضیاء) کے صدر جناب محمد اعجاز الحق صاحب کی بہت مشکور ہوں جنہوں نے خواتین کی مخصوص نشست کے لئے مجھ پر اعتماد کرتے ہوئے میری عزت افزائی کی۔ انشاء اللہ میں بھرپور کوشش کروں گی کہ پنجاب اسمبلی میں مثبت اور تعمیری سیاست کو فروغ دے سکوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بہت مہربانی، جی، محترمہ! آگے چلئے۔

ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا: جناب سپیکر! میں ڈاکٹر عائشہ پاشا ہوں۔ میں وزیراعلیٰ صاحب اور مسلم لیگ (ن) کی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے موقع دیا کہ میں اس forum پر آسکوں۔ ہم جیسے لوگ اس forum پر کم آتے ہیں۔ میں یونیورسٹی میں پڑھاتی ہوں، economist ہوں۔ میرے یہاں آنے کا بڑا مقصد یہ ہے کہ اس وقت ہماری اکانومی جو بُرے حال میں ہے اسے اس بحران سے نکالنے کے لئے ہم سب نے اپنا اپنا role ادا کرنا ہے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل۔

ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا: ایک بہت بڑا way out یہ کہ structural adjustment کرنی ہے policy analysis، policy research اور policy making کا جو gap ہے اسے ختم کرنا ہے، As a Researcher میرا یہ بہت بڑا مقصد ہوگا کہ آئندہ کم از کم میرے ہوتے ہوئے میں جتنا بھی کر سکتی ہوں کہ اس august House سے جو policy making ہو اس میں جہاں تک economic side ہو کم از کم وہ پالیسی well informed ہو۔ اللہ مجھے توفیق دے کہ میں اپنے اس role کو پوری طرح ادا کر سکوں۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ جی، محترمہ!

محترمہ شازیہ کامران: جناب سپیکر! میرا نام شازیہ کامران ہے، میں اپنے قائدین میاں محمد نواز شریف، میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن، میاں حمزہ شہباز اور میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے مجھے اس ایوان میں آنے کا موقع دیا۔ میری کوشش ہوگی کہ میں اپنے قائدین کے وژن کے مطابق صوبہ پنجاب کی خدمت کر سکوں اور ہم سب ایک خود مختار اور خوشحال پاکستان بنانے میں ان کی مدد کر سکیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، next

محترمہ نبیرا عندلیب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ تمام ممبران کو السلام علیکم! آپ سب کو بہت مبارک ہو کہ آج ہم ملک خداداد پاکستان میں عوام کی خدمت کے لئے یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔ میرا نام نبیرا عندلیب ہے، میرا تعلق جامعہ نعیمیہ گرلز برانچ جامعہ سراجیہ نعیمیہ سے ہے۔ میں اس کی head ہوں۔ اپنے قائدین مسلم لیگ (ن) کے سربراہان کی بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے عوامی خدمت کا موقع فراہم کیا میری کوشش ہوگی کہ جہاں عوام کی خدمت کے حوالے سے مکمل ایوان کے ساتھ تعاون کیا جائے وہاں پر اسلامی لحاظ سے خواتین کی تربیت اور تعمیر سازی میں بھی اہم کردار ادا کرنے کی کوشش کی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ شاباش، جی next

محترمہ شازیہ طارق: السلام علیکم! میرا نام شازیہ طارق ہے۔ میں یوحنا آباد سے belong کرتی ہوں۔ میں اپنے قائدین کی شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے پنجاب اسمبلی کے لئے منتخب کیا۔ میں میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے مجھے موقع دیا کہ میں پنجاب اسمبلی کے لئے منتخب ہو سکوں۔ میں پوری کوشش کروں گی کہ مجھے اپنی قوم اور اپنی عوام کے لئے جو ڈیوٹی دی گئی ہے میں اس پر بھرپور طریقے سے پورا اُتر سکوں۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ

محترمہ حنا پرویز بٹ: السلام علیکم! I am Hina Pervaiz Butt. I am a graduate from LUMS, Bachelors in MBA میں میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی بڑی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے مجھے platform دیا ہے اور یوتھ کو platform دیا ہے کہ وہ آکر اپنی

رائے کا اظہار کر سکیں۔ I will talk for the development and betterment of women میں اپنی leadership کی بہت بہت شکر گزار ہوں اور میاں محمد شہباز شریف نے جو بجٹ provide کیا ہے وہ welfare of the common man کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا ہے۔ Thank you so much.

جناب سپیکر: کوئی اور تو نہیں ہے۔

رانا محمد ارشد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: یا اللہ خیر۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پہلے ادھر سے پوائنٹ آف آرڈر آ گیا ہے۔

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! کل بجٹ پاس ہوا اور قائد ایوان تشریف لائے۔ قائد حزب اختلاف انتہائی قابل احترام ہیں لیکن انہوں نے جو کل الفاظ استعمال کئے میں وہ مناسب نہیں سمجھتا۔ جب کسی بھی پارٹی کا کوئی لیڈر آتا ہے تو وہ شیر آیا، شیر آیا کہنا تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ جی، محترمہ فائزہ ملک صاحبہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی اور اس ایوان کی توجہ چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: اب ہم نے سرکاری کارروائی بھی شروع کرنی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں مختصر بات کروں گی کہ پچھلے دو دن سے اخبارات میں ایک important issue آ رہا تھا اور آج headline بن گیا کہ ہماری جو جنگلہ بس سروس ہے اس کا زندہ باد ہونا شروع ہو گیا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ پھر الٹی بات کرتی ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! الٹی بات نہیں ہے۔ آج کے اخبار میں headline ہے کہ کل ڈیزل نہ ہونے کی وجہ سے سات بسیں بند ہو گئیں۔

MR SPEAKER: This is no point of order.

محترمہ فائزہ احمد ملک: یہ بہت تشویش کا معاملہ ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔اس کا نام میٹرو بس سروس ہے۔اس کا نام میٹرو بس سروس سسٹم ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میٹرو بس کا جو issue اخبار میں آیا ہے میں سمجھتی ہوں کہ یہ پریشانی کی بات ہے۔

جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ): یہ میٹرو بس کہیں۔ہم یہ برداشت نہیں کریں گے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی،ان کو بات کرنے دیں اور مجھے سننے دیں۔ایسا نہ کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: میری اپنی بہنوں سے گزارش ہے کہ عوامی issues پر بات سنیں۔

MR SPEAKER: Order please. Order please. Order please.

محترمہ فائزہ احمد ملک: یہ پبلک ویلفیئر کا issue ہے، میرا ذاتی نہیں ہے۔

MR SPEAKER: Order please. Order in the House, Order in the House.

ان کی بات سنیں۔آپ کا جواب پہنچ گیا ہے۔بڑی مہربانی

معزز خواتین ممبران حزب اقتدار: انہوں نے جنگلہ بس کیوں کہا یہ خود تو لوٹ کر کھا گئے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جس پراجیکٹ پر 70۔ارب روپیہ لگا ہو اور ایک سال سے بھی پہلے اس کا یہ حشر ہو کہ اس کے سلنسر خراب ہو جائیں، وہ سڑکوں پر کھڑی ہو جائیں، ٹریفک کا نظام درہم برہم ہو جائے۔

MR SPEAKER: No point of order. This is no point of order.

محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔let me proceed further. کیا کرتے ہیں؟ Have your seat. Be careful اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

The Punjab Finance Bill 2013. (Bill No. 3 of 2013). First reading starts. Minister for Finance may move the motion for consideration of the Bill.

جی، فنانس منسٹر صاحب کدھر ہیں؟ ابھی تو ادھر بیٹھے تھے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر(ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! وہ wash room تک گئے ہیں ابھی دو منٹ میں آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: پھر ہم دو منٹ ضائع تو نہیں کریں گے۔جی، محترمہ! آپ کیا کہہ رہی ہیں؟ فرمائیں۔ایک دوسرے پر آوازیں کسنے کی بات نہیں ہے۔I will not bear that I tell you frankly speaking

محترمہ کرن عمران: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ میں اپنی ان معزز ممبران اسمبلی جنہوں نے ابھی ابھی حلف لیا ہے کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میرے خیال میں ہمیں اور حزب اختلاف کے معزز ممبران کو بھی موقع ملنا چاہئے کہ ہم سب ان نئی آنے والی خواتین ممبران کو مبارکباد پیش کریں۔ میں اپنی طرف سے اور اپنی خواتین ممبران کی طرف سے ان کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔اس کے ساتھ ساتھ میں حزب اختلاف اور حزب اقتدار میں بیٹھے ہوئے معزز ممبران کو ایک بات باور کرا دوں کہ ہمیں عوام نے اپنے مسائل حل کرنے کے لئے mandate دیا ہے۔ جتنی ذمہ داری ہماری ہے اتنی ہی حزب اختلاف کی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ عوام کی طرف سے ہمیں یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری سونپی گئی ہے اور ہم نے خوش اسلوبی سے اس کو نبھانا ہے۔ ہم نے لوگوں کو relief مہیا کرنا ہے جس کی وجہ سے انہوں نے ہمیں یہاں پہنچایا ہے۔ ہمیں ایسی کوئی بات نہیں کرنی چاہئے جو اس ایوان کی کارروائی سے حذف کرنی پڑے۔ بہت شکریہ

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ اچھی بات کریں گی تو ضرور سنوں گا اگر اس میں کوئی غلط بات ہو گی تو نہیں سنوں گا۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں اپنی نئی آنے والی بہنوں کو حزب اختلاف کے مرد اور خواتین ممبران کی طرف سے مبارکباد دیتی ہوں۔ میں ان سے یہ بھی کہوں گی کہ اس پلیٹ فارم پر ہم سب اکٹھی ہیں۔ ہم اس پلیٹ فارم سے اپنے صوبے اور ملک کی خواتین کی بہتری کے لئے کام کریں گے۔آئندہ ہم جنگلا بس نہیں کہیں گے بلکہ حضرت میٹرو بس کہیں گے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ مل کر ضرور کام کریں لیکن ہمارے یعنی مردوں کے خلاف مل کر کام نہ کریں۔(قہقہے)

محترمہ تحسین فواد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ معزز خواتین ممبران جنہوں نے ابھی حلف لیا ہے کو میں مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ خصوصی طور پر محترمہ زیب النساء اعوان صاحبہ کو مبارکباد پیش کروں گی جو کہ راولپنڈی سے میرے ساتھ آئی ہیں اور یہ بھی ماشاء اللہ محترمہ حسینہ بیگم کی طرح بڑی اچھی ورکر اور بہادر خاتون ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے آپ سب کی طرف سے اُن کو مبارکباد دے دی ہے۔اب باری باری مبارکباد دینے کی بات چھوڑیں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! ابھی تشریف رکھیں کیونکہ رانا ثناء اللہ صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔
Order please. Order in the House.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج معزز خواتین کے حوالے سے یہ ایوان almost مکمل ہو گیا ہے۔ جن خواتین کا ابھی انتخاب رہتا تھا انہوں نے بھی آج حلف اُٹھا لیا ہے۔ میں اس موقع پر اس معزز ایوان میں موجود تمام خواتین ممبران کو اپنی اور اپنی پارٹی قیادت کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! عصر حاضر کے جو challenges ہیں ان میں سب سے بڑا challenge یہ بھی ہے کہ ہماری آبادی کا نصف حصہ جو خواتین پر مشتمل ہے اس کی نہ صرف ان جمہوری معزز ایوانوں میں بھرپور نمائندگی ہو بلکہ ان دُور دراز علاقوں میں جہاں پر شاید ابھی میڈیا کی رسائی بھی اس طرح سے نہیں ہوئی جس طرح سے اس کی رسائی urban areas یا بڑے شہروں میں ہے وہاں پر خواتین جس قسم کے ظلم کا شکار ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان میں بیٹھی سب خواتین کا اوّلین فرض ہے کہ یہ اُن خواتین کے حقوق کی بات کریں۔ یہ ان خواتین کے حقوق کے لئے یہاں پر قانون سازی اور تحاریک التوائے کار لے کر آئیں۔ اُن خواتین کے حقوق کے لئے یہاں پر discussion ہو اور اس کے نتیجے میں اُن کے مسائل بھی حل ہوں۔

جناب سپیکر! قانون اور آئین کے مطابق خواتین جنرل الیکشن میں اسی طرح سے حصہ لے سکتی ہیں جس طرح مرد لے سکتے ہیں یعنی قانون اور آئین میں قطعی طور پر male or female کی کوئی حد بندی ہے اور نہ ہی اس میں کوئی ترجیح کا مسئلہ ہے۔ چونکہ ہمارے معاشرے میں خواتین ابھی social status کے حساب سے اتنی strengthen نہیں ہوئیں اس لئے یہ reserve seats رکھی گئی ہیں تاکہ خواتین اس کے ذریعے سے اپنے آپ کو strengthen کریں اور اپنی نمائندگی کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ خواتین کا مستقبل reserve seats نہیں بلکہ خواتین اپنے آپ کو اتنا مضبوط اور توانا کریں کہ یہ بھی جنرل الیکشن میں اسی طرح سے حصہ لیں جس طرح سے male ممبر لیتے ہیں۔ ایک دن ایسا آئے کہ اس ایوان میں خواتین کی تعداد one third سے بھی زیادہ ہو لیکن وہ تمام کی تمام خواتین جنرل الیکشن

سے ووٹ لے کر elect ہو کر یہاں پر آئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ خواتین اس مقصد کو بھی اپنے سامنے رکھیں اور صرف اس بات پر اکتفا نہیں کرنا چاہئے کہ بس یہ reserve seats ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہیں خود کو مضبوط کرنے کے سفر کا آغاز کرنا چاہئے۔ اس مرتبہ پاکستان مسلم (ن) کے قائد میاں محمد نواز شریف اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے خود اس تمام exercise کو conduct کیا اور بعض موقعوں پر پارٹی کے باقی سینئر لوگ بھی ان کے ساتھ رہے۔ ہم نے حتی المقدور کوشش کی ہے کہ اپنی ورکرز کو accommodate کریں، ایسی پڑھی لکھی خواتین جن کا social work ہے اور جن کا سول سوسائٹی میں کام ہے ان کو بھی موقع دیا جائے کہ وہ اس معزز ایوان میں آ کر اپنا کردار ادا کریں۔ اسی طرح سے حزب اختلاف کی پارٹیوں نے بھی اپنی خواتین کو منتخب کرتے وقت یقیناً ان چیزوں کا لحاظ رکھا ہو گا۔ میں حزب اختلاف اور حزب اقتدار یعنی دونوں طرف کی خواتین کو اپنی اور پارٹی قیادت کی جانب سے یقین دلاتا ہوں کہ انشاءاللہ تعالیٰ ان سے مکمل تعاون کیا جائے گا۔ انشاءاللہ یہ اسمبلی اپنی مدت پوری کرے گی کیونکہ جمہوری روایات توانا ہو رہی ہیں۔ حکومت کی طرف سے خواتین کے مسائل کو اُجاگر کرنے، خواتین کی بہتری کے لئے اور خصوصاً استحصال زدہ خواتین طبقات کی بہتری کے لئے کام کیا جائے گا۔ ہمارے دور دراز دیہی علاقوں میں اور خاص طور پر south areas کی خواتین کے حقوق کے لئے وہ جو بھی قانون سازی، تحاریک التوائے کار یا سوالات لے کر آئیں گی تو اُن کے ساتھ بھرپور تعاون کیا جائے گا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ بات کرنا چاہتی ہیں۔ وہ بڑی دیر سے کھڑی ہوئی ہیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! مجھے بہت خوشی ہے کہ آج نئی خواتین ممبران کے بہانے سے کم از کم خواتین کے بارے میں ایوان کے اندر بات ہوئی ہے۔ وزیر قانون نے بہت مناسب گفتگو کی ہے۔ خاص طور پر reserve and general seats کی خواتین کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے میں اس سے بالکل اتفاق کرتی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ صرف reserve seats پر اکتفا نہیں کرنا چاہئے بلکہ آگے بڑھنے کی کوشش کی جانی چاہئے۔ یہ سیاسی پارٹیوں پر depend کرے گا۔ سیاسی پارٹیوں کی طرف سے خواتین کو encourage کرنا چاہئے کیونکہ اس وقت اکثر خواتین economically dependent ہیں۔ خواتین اپنے باپ، شوہر یا اولاد پر dependent ہوتی ہیں۔ ان حالات میں وہ خواتین جن کا تعلق کسی بڑے جاگیردار background سے نہیں بلکہ وہ lower

middle classسے تعلق رکھتی ہیں ان کے لئے سیاسی پارٹیوں کوinitiatives لینے ہوں گے۔الیکشن مہم کے اخراجات کو meetکرنے کے لئے ایسی خواتین کے لئے کوئیfund مختص ہونا چاہئے۔اسی طرح خواتین کے لئےgeneral seats میں کم از کم 30فیصد کوٹا مخصوص ہونا چاہئے تاکہ وہ الیکشن لڑ سکیں۔میں بالکل اس بات سے اتفاق کرتی ہوں کہ یہی ultimate goalہے کہ جہاں پر خواتین کو پہنچنا ہے یعنی reserve seatsسے آگے جنرل الیکشن میں بھی خواتین آئیں۔اس دفعہ پارٹیوں کی طرف سےreserve seatsپر بہت محنت کی گئی ہے اسی طرح میں امید کرتی ہوں کہ اگلی دفعہ general seatsپر بھی خواتین کو زیادہ موقع دیا جائے گا۔سیاسی پارٹیاں اس میںinitiative لیں گی تو پھر ہی بہتری آسکتی ہے۔

جناب سپیکر:آپ کا بہت شکریہ۔میں آپ کی ایک تھوڑی سی correction کر دوں۔آپ نے جاگیر دار کی بات کی ہے تو پنجاب میں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں کوئی جاگیر دار ہو۔میں دوسرے صوبوں کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔(نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر نادیہ عزیز:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،ڈاکٹر نادیہ عزیز صاحبہ!

ڈاکٹر نادیہ عزیز:جناب سپیکر!آپ کا بہت شکریہ۔یہاں پرreserve seats کی بات ہو رہی تھی تو میں سمجھتی ہوں کہ یہاں پر آئی ہوئی ہر خاتون اتنیabilityکی مالک ہے کہ وہ الیکشن لڑ کر بھی یہاں آسکتی ہے اور میں اپنے قائدین میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی شکر گزار ہوں جنہوں نے ہم میں سے بہت ساری خواتین کو general seatsکے ٹکٹ دیئے اور ہم ان سیٹوں سے کامیاب ہو کر یہاں پر پہنچی ہیں۔میں سمجھتی ہوں کہ یہاں پر بیٹھی ہوئی خواتین کو بھی اپنی اپنی constituencyبنانے میں کوئی مسئلہ نہیں ہے اس لئے خواتین ممبران اپنی اپنی constituency میں کام کریں۔میری ایک بہن نے کہا کہ کسی جاگیر دار یا کسی سرمایہ دار کی بیٹی یا بیوی ہونا لازمی نہیں ہے.I belong to middle class family میں خود ایک gynecologist ہوں، practitionerہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ میری جیسی خاتون الیکشن لڑ کر اگر اس اسمبلی میں پہنچ سکتی ہے تو بہت ساری خواتین الیکشن لڑ کر اسمبلی میں پہنچ سکتی ہیں اور میں اُن سب کو encourage کرنا چاہتی ہوں۔

پوائنٹ آف آرڈر

میاں محمد اسلم اقبال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ جی، میاں محمد اسلم اقبال صاحب!

ایم ڈی واسا لاہور کی جانب سے گھریلو اور کمرشل پانی کے بلوں میں اضافے کی منظوری

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں اخبار کی کل کی ایک خبر کے حوالے سے ایک بہت اہم مسئلہ اس ایوان کے سامنے لانا چاہ رہا ہوں۔ ابھی ہم بجٹ پر بحث کر رہے ہیں، کل بجٹ کی approval ہوئی ہے اور فنانس بل آج پیش ہونا ہے اُس پر بھی ابھی بحث ہونی ہے۔ گزارش ہے کہ کل ایم ڈی واسا لاہور نے ایک statement میں کہا ہے کہ ہم نے گھریلو پانی کے بل میں 50 فیصد اور کمرشل پانی کے بل میں 100 فیصد اضافے کی منظوری دے دی ہے اور اب حکومت نے اس کو باقاعدہ take up کرنا ہے۔ لاہور شہر کے اندر پینے کا پانی میسر نہیں اور حکومت بلوں کے اندر بے جا اضافہ کر رہی ہے۔ ہمیں پینے کو گندہ پانی مل رہا ہے جس سے مختلف قسم کی بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ کیا وزیر ہاؤسنگ اس بات کا جواب دیں گے کہ اس ایم ڈی کے پاس اتھارٹی ہے کہ یہاں پر بجٹ پر بحث ہو رہی ہے اور انہوں نے پانی کے بلوں میں اضافہ کر دیا ہے۔ لوگوں نے ان کو جو ایک بڑا mandate دیا ہے اُس کے ساتھ یہ سلوک نہ کریں کہ عام گندے پانی کے بل میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔ جس کا بل -/500 روپے آتا ہے وہ اب ہزار روپے ہو جاتا ہے اور جس کا بل دو ہزار روپیہ آتا ہے وہ اب چار ہزار روپے ہو جاتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ ابھی اس کا جواب لیتے ہیں۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے افسوس ہے کہ میرے محترم بھائی اس سے پہلے بطور وزیر کام کر چکے ہیں۔ وہ فرما رہے تھے کہ ایم ڈی واسا نے پانی کے بلوں میں اضافہ کی منظوری دے دی ہے اور اب حکومت اس کو take up کرے گی یعنی انہوں نے بالکل اُلٹ بات کی ہے۔ حالانکہ اس معاملہ کو ایم ڈی واسا take up کرے گا اور اُس کی منظوری حکومت دے گی۔ انہوں نے منظوری پہلے دلا دی ہے اور بعد میں حکومت take up کرے گی یعنی حکومت ایم ڈی واسا کے ماتحت ہے۔ میں اپنے بھائی کو یقین دلاتا ہوں کہ واسا نے اس سے پہلے بھی یہ معاملہ متعدد بار take up

کیا ہے کہ ہمارے اخراجات اور ہماری ضروریات یہ ہیں تو پانی کے بلوں میں اضافہ کر دیا جائے۔ بات یہ ہے کہ انہوں نے اگر take up کیا ہے تو وہ take up کئے رکھیں حکومت تمام چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر مناسب ہوا تو بلوں میں اضافہ کرے گی ورنہ نہیں کرے گی اور جہاں تک پانی کی فراہمی میں کسی نقص یا بہتری کا تعلق ہے تو میرے بھائی Adjournment Motion لائیں اُس پر متعلقہ محکمہ کے وزیر یہاں پر جواب دیں گے اور اگر آپ اُس پر discussion کرنا چاہیں گے تو وہ discussion بھی ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، میری گل صاحبہ!

محترمہ میری گل: جناب سپیکر! ابھی یہاں پر خواتین کی مخصوص نشستوں کے حوالہ سے بات ہو رہی تھی تو میں اس بارے میں اپنے قائد محترم کی کشادہ دلی کی ایک مثال دینا چاہوں گی کہ انہوں نے minorities کی مخصوص سیٹوں کے علاوہ وومن کی جنرل مخصوص سیٹوں پر تین کرسچیئن خواتین کو ٹکٹ دے کر اس ایوان کا حصہ بنایا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں یہ بات نہ کروں تو میرے اوپر قرض ہے۔ کچھ دن سے اسمبلی میں بار بار جاگیر داروں اور سرمایہ داروں کے بارے میں جو الفاظ استعمال ہو رہے ہیں میں قیادت کا شکر گزار ہوں کہ وہ مڈل کلاس یا لوئر مڈل کلاس سے لوگوں کو اس ایوان میں لے کر آئی لیکن آپ اور اس ایوان میں بیٹھے ہوئے اور لوگ بھی اس بات کو بہت اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ کیا نواب سلیم اللہ خان (نواب آف ڈھاکا)، سر آغا خان، حکیم اجمل خان، لیاقت علی خان، نواب افتخار ممدوٹ، کیا ہم ان لوگوں کی قربانیاں بھول جائیں گے جو پاکستان کی بنیاد ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

میں بالکل نہ بولتا لیکن خدا کی قسم میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جب ہم ان لوگوں کو جاگیر دار اور سرمایہ دار کہتے ہیں۔ ان لوگوں نے اس ملک کے لئے اپنی تباہی کر لی اور آج ہم اُن کو اس طریقے سے deal کرتے ہیں۔ آپ اور آپ کا خاندان جہاں سے ہم آئے تھے کیا ہمارے نواب لیاقت علی خان نے اس ملک کے لئے اپنی تباہی نہیں کی؟ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ ہر طبقہ کے لوگ یہاں پر آئیں لیکن اس ملک کے لئے اُن لوگوں کی قربانیوں کو خدا کے لئے یاد رکھیں جنہوں نے اس ملک کے لئے اپنے آپ کو تباہ کر لیا تھا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ ابھی شیخ علاؤالدین صاحب نے جو بات کی ہے میں ان کی اس بات سے جزوی طور پر تو اتفاق کرتا ہوں۔ ہمارے اُن زعماء نے قربانیاں ضرور دیں لیکن انہی کی اکثریت کے بارے میں قائدِاعظم نے یہ کہا تھا کہ میری جیب میں سارے سکے کھوٹے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے اُن کے بارے میں نہیں کہا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

MR SPEAKER: This is no point of order. This is no point of order. Please sit down. I rule it out. I rule it out.

منسٹر صاحب تشریف لے آئے ہیں اس لئے اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ جی، فنانس منسٹر صاحب!

مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 2013

MINISTER FOR FINANCE (Mian Mujtaba Shuja-Ur-Rehman): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Finance Bill 2013, as introduced, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Finance Bill 2013, as introduced, be taken into consideration at once."

CH AAMAR SULTAN CHEEMA: I oppose it, sir!

DR MURAD RAAS: I oppose it, sir!

MR SPEAKER: This is a Finance Bill. You can't oppose it.

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ہم نے آج فیصلہ کیا ہے کہ ہم اس کو ایوان میں oppose کریں گے۔

MR SPEAKER: You can't oppose it according to rules.

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آپ rules پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: آپ اپنا rule پڑھیں جس کے مطابق آپ کہتے ہیں کہ مجھے یہاں پر اجازت ہے۔ مجھے rule بتائیں جس کے تحت آپ چاہتے ہیں کہ فنانس بل کو oppose کریں۔ آپ اس طرح نہ کریں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

MR SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Finance Bill 2013 (Bill No.3 of 2013), as introduced, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پانچ مرلہ کے گھروں پر جو ٹیکس لگایا جا رہا ہے یہ غلط ہے ہم اس پر بائیکاٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھئے اور وزیر صاحب کو سن لیں۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! پانچ مرلہ کے گھروں پر جو ٹیکس دوبارہ introduce کیا گیا ہے اس کے بارے میں، میں نے بجٹ تقریر میں بتایا تھا اور اختتامی تقریر میں بھی وضاحت کی تھی۔ میں دوبارہ بتا دیتا ہوں کہ پانچ مرلہ میں صرف "اے" کیٹیگری جو محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی ہے جس میں Posh Areas آتے ہیں ان میں پانچ مرلہ کے گھروں پر ٹیکس لگایا گیا ہے۔ ہمارے چھتیس اضلاع میں سے صرف تین اضلاع میں "اے" کیٹیگری ہے ان میں لاہور، راولپنڈی اور فیصل آباد ہیں۔ ان شہروں میں پانچ مرلہ کے گھر جو "اے" کیٹیگری میں ہوں گے ان پر دوبارہ سے ٹیکس لگایا گیا ہے باقی پنجاب میں تمام پانچ مرلہ کے گھروں کو اسی طرح exemption رہے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پانچ مرلہ کے وہ گھر کیا ڈیفنس، گلبرگ یا ماڈل ٹاؤن میں ہیں؟ گلبرگ میں کچی آبادیوں میں پانچ مرلہ کے گھر ہیں۔ ان سے پوچھا جائے کہ کیا ڈیفنس میں پانچ مرلہ کا گھر ہے؟

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ انہوں نے فنانس بل کے اندر جو چیزیں یہاں پیش کی ہیں اس کے مطابق آپ اس کو پڑھ لیں۔ میری آپ کی وساطت سے گزارش ہے کہ منسٹر صاحب اس پیرا کو پڑھ دیں جس میں ٹیکسیشن کا معیار رکھا گیا ہے تاکہ سارے ایوان کو پتا چل جائے کہ یہ جو بات کر رہے ہیں اس میں اور اُس میں کتنا فرق ہے۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سارا گلبرگ "اے" کیٹیگری میں نہیں آتا صرف main boulevard اور اس سے ملحقہ area "اے" کیٹیگری میں آئے گا۔ اگر کچی آبادیاں گلبرگ یا کسی بھی posh area میں ہیں تو وہ اس ٹیکس سے exempt ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ممبران زرعی ٹیکس کے حوالے سے بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں اس پر بھی بات ہو جائے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ رولز کے مطابق تو یہ ممکن نہیں لیکن آپ کی صوابدید ہے، یہ پانچ مرلہ پر بات کر لیں اس کے بعد وزیر خزانہ اس کا جواب دے دیں گے۔

جناب سپیکر: میں نے ان کو کہا ہے کہ پانچ مرلہ کے گھروں کے حوالے سے بات کر لیں۔ اس کے بعد زرعی ٹیکس کے حوالے سے بھی ممبران بات کر لیں گے۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں ایک اور point اٹھانا چاہتا ہوں کہ جو ٹیکس پانچ مرلہ پر لگایا گیا ہے یہ کون differentiate کرے گا کہ کون سا گھر "اے" کیٹیگری میں ہے اور کون سا نہیں ہے۔ یہ گلبرگ کے جن علاقوں کا بتا رہے ہیں جیسے main boulevard اور دوسرے جو علاقے ہیں جن کے پیچھے اور ساتھ کچی آبادیاں ہیں تو انہیں کون identify کرے گا؟ گلبرگ، ماڈل ٹاؤن اور گارڈن ٹاؤن میں پانچ مرلہ کے گھر صرف کچی آبادیوں میں ہیں اور کہیں نہیں ہیں۔ ان پر یہ ٹیکس کیوں لگایا جا رہا ہے؟ میرے

پاس روزانہ وہاں کے لوگوں کے Resume اور C.V آتے ہیں، ان کے پاس نوکریاں نہیں ہیں، کچھ نہیں ہے اور اب ہم ان پر ٹیکس لگانے کے لئے جا رہے ہیں۔ اس کے بعد دوسرا point یہ ہے کہ جو دو کنال اور چار کنال کے گھروں پر ٹیکس لگایا گیا ہے یہ one time tax ہے۔ What is the point in this one time tax? یہ تو اس طرح ہے کہ جیسے ہم ایک دفعہ کے لئے جگا ٹیکس اکٹھا کر رہے ہیں۔ یہ ٹیکس over the period of time لگنا چاہئے، آپ سوچ نہیں سکتے کہ میرے پاس کتنے لوگ ان بڑے گھروں میں سے آئے ہیں۔ میرے پاس گارڈن ٹاؤن سے لڑکے آئے انہوں نے مجھے بتایا کہ ہمارے دادا نے یہ گھر خریدا تھا تو اس وقت یہ دو، چار یا چھ کنال کے گھر تھے ہمارے پاس نوکریاں نہیں ہیں، پیسے نہیں ہیں اور اب ہمارے اوپر یہ ٹیکس لگایا جا رہا ہے کیونکہ ہمارے دادا نے یہ جگہ خریدی تھی اُس وقت یہ مہنگی جگہ نہیں تھی۔ اب due to development جو شہر میں development ہوئی ہے ان کی جگہ کی value ہو گئی ہے تو اس کی وجہ سے ٹیکس بالکل ٹھیک ہے لیکن یہ ایک دفعہ بطور جگا ٹیکس کیوں لگایا جا رہا ہے؟ یہ ٹیکس یک دم اکٹھا کر رہے ہیں، پیسا اکٹھا کرنے کے لئے یہ بہترین اور زبردست technique ہے مگر وہاں پر لوگوں کے حالات بھی تو دیکھیں کہ یہ ٹیکس کن لوگوں سے لیا جا رہا ہے۔ وہ لوگ جو وہاں پر تیس، چالیس یا پچاس سال سے رہ رہے ہیں وہ تو ان کو inheritance family میں ملا ہے۔ یہ ٹیکس دینے کے لئے ان کے پاس شاید وسائل نہیں ہیں۔ وہ unluckily اس area میں آ گئے ہیں تو ان پر یہ ٹیکس لگایا جا رہا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ one time tax کبھی نہیں ہونا چاہئے، ساری دنیا میں جب ٹیکس لگایا جاتا ہے تو اس کو over the period of time pro-rate کیا جاتا ہے۔ انہوں نے ادھر لکھا ہوا ہے کہ یہ ٹیکس ایک سال میں اقساط میں دینا ہے، جس نے ایک سال میں نہ دیا تو اس کو pro-rate کر کے اس کا rate بڑھاتے جائیں گے۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ ایک سال میں پانچ لاکھ، دس لاکھ یا پندرہ لاکھ روپیہ ٹیکس دیں اس طرح ایک سال میں کئی لوگ یہ ٹیکس دے سکتے ہیں لیکن اکثریت یہ ٹیکس نہیں دے سکے گی۔ ہمارے ملک کی جو معاشی حالت ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ میرے پاس ان علاقوں سے لوگ آئے ہیں کیونکہ میں ان علاقوں سے منتخب ہو کر آیا ہوں، مجھے معلوم ہے کہ وہاں پر لوگوں کے کیا وسائل ہیں۔

جناب سپیکر: وہ اقساط تو کر سکتے ہیں اور وہ کر دیں گے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ایک سال میں کتنی اقساط ہو جائیں گی؟ اس لئے میرے خیال میں ان دونوں معاملات پر review کرنا چاہئے اور اس ٹیکس کو ختم کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ فائزہ احمد ملک!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں حکومت سے وضاحت چاہوں گی کہ کنٹونمنٹ اور ڈیفنس کے علاقوں کی وضاحت نہیں کی گئی کہ وہ علاقہ اس ٹیکس میں کیوں شامل نہیں کیا گیا۔ کنٹونمنٹ میں نہ بلدیاتی الیکشن ہوتے ہیں اور وہ ہر چیز سے exempt کیوں ہیں؟ اس چیز کو بھی حکومت کو make sure کرنا چاہئے کہ specific area جو کسی بھی شہر کا posh area ہوتا ہے اس کو exempt کیوں کیا جاتا ہے؟ ان چیزوں کی وضاحت نہیں ہے اس لئے ہم اس بل کو oppose کرتے ہیں۔ کنٹونمنٹ کے علاقہ میں پانچ مرلہ، دو کنال اور چار کنال کے گھر بھی ہیں۔ میرے خیال میں اس پر بھی وضاحت کر دیں کہ اس علاقہ کے لئے حکومت کی کیا پالیسی ہے؟

جناب سپیکر: جی، میاں محمد اسلم اقبال صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! شکریہ۔ میری گزارش یہ ہے کہ آج ایوان میں پانچ مرلہ کے گھروں پر ٹیکس لگائے جانے کے سلسلہ میں جو بل پیش کیا گیا ہے، وزیر خزانہ صاحب جو چیز فرما رہے ہیں میں اس کو یہاں ضرور پڑھنا چاہوں گا کہ:

> "Immovable property, other than commercial or industrial property, a plaza or multi-story building, situated in urban area and the value of which exceeds one million rupees."

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ کیا لاہور کے اندر کوئی ایسا پانچ مرلہ کا گھر ہے جس کی value دس لاکھ روپے سے کم ہو۔ یہ کوئی ایسا گھر بتا دیں، کیا آشیانہ سکیم کے اندر کسی گھر کی value دس لاکھ روپے سے کم ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جب دس لاکھ روپے سے کم value نہیں ہے تو پھر یہ across the board ہو جائے گا اور اس پر انہوں نے جو تین شقیں ٹیکس کے لئے رکھی ہیں وہ انتہائی خطرناک ہیں۔ ایک غریب آدمی جس کے پاس روزگار نہیں ہے، بجلی نہیں ہے، کاروبار نہیں ہے جس نے ساری امیدیں اس حکومت کے ساتھ لگائی ہیں، جس نے mandate دیا ہے چاہے وہ رات کے اندھیرے میں ملا ہے لیکن mandate دیا ہے لہذا اس چیز کو دیکھا جائے کہ آج اُن کے mandate کے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے کہ اُن سے روٹی بھی چھینی جا رہی ہے۔ جو بیوروکریسی بیس بیس، پچیس پچیس کنال کے گھروں میں رہتی ہے، GOR کے

اندر وزراء اور آفیسر رہتے ہیں اُن کی طرف کسی کا دھیان نہیں جاتا کہ اُن گھروں کو چھوٹا کر کے پانچ پانچ مرلہ کے گھر بنا دیئے جائیں۔ یہ بھی نہیں دیکھا جارہا کہ پانچ مرلے کے گھر میں پانچ پانچ families رہتی ہیں۔ آج کل لوگوں کے پاس روزگار نہیں ہے، پانی اور بجلی آپ کی حکومت نہیں دے سکتی لہذا ہم بھی پھر مینارِ پاکستان جاکر بجلی کے سلسلے میں کیمپ لگائیں گے اور مطالبہ کریں گے کہ ہمارے پنجاب کے ساتھ جو ناانصافی ہو رہی ہے اسے ختم کیا جائے۔ گزارش یہ ہے کہ یہ عوام کی نمائندہ حکومت ہے لہذا ان کو چاہیئے کہ وہ فیصلے کریں جو آنے والے وقت میں اِن کے گلے نہ پڑ جائیں۔ پانچ مرلہ کے مکان پر ٹیکس لگانا سراسر زیادتی ہے۔ میرے فاضل اور معزز وزیر نے جو بات فرمائی ہے کہ category-A ہے لیکن یہاں پر کوئی category-A نہیں ہے۔ اس طرح ٹیکس لگانے سے اس پنجاب کی غریب عوام کے ساتھ بہت زیادتی ہو جائے گی۔ اگر حکومت اس ٹیکس کو واپس نہیں لے گی تو ہم اس ایوان کا بائیکاٹ کریں گے۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اس پر کافی باتیں ہو چکی ہیں اور دوسرے دوست بھی مزید اس پر بات کریں گے لہذا حکومت کو اس پر سنجیدگی دکھانی چاہیئے اور پانچ مرلہ کے گھروں پر ٹیکس والی proposal کو withdraw کرنا چاہیئے۔ چونکہ آپ نے 10 لاکھ روپے قیمت کے ساتھ اسے مشروط کر دیا ہے تو پورے پنجاب کے کسی بھی شہر میں آپ چلے جائیں تو وہاں پر پانچ مرلے کے گھر کی قیمت 10 لاکھ روپے سے اوپر ہی بنے گی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ نے بیوروکریسی کو کھلی چھٹی دے دی ہے کہ وہ جس کو چاہے پکڑ لے اور جس کو چاہے چھوڑ دے۔ اس طرح یہ pick and choose ہوگا کیونکہ اس میں کوئی criteria مقرر نہیں کیا گیا۔ اگر حکومت یہ ٹیکس واپس نہیں لیتی تو اپنے تمام اپوزیشن کے ساتھیوں کے ساتھ ہم پانچ منٹ کے لئے اس ایوان سے واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ بات تو سُن لیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اس پر ہماری بات تو ہو گئی ہے۔ اگر حکومت ہمیں اس پر کوئی یقین دہانی کرواتی ہے تو فنانس منسٹر اس پر بات کریں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں نے اس پر بات کرنی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!Rules سے ہٹ کر اپوزیشن کے ممبران کی demand پر یہ طے ہوا تھا کہ اپوزیشن کے جو ممبران اس پر بات کرنا چاہتے ہیں وہ اپنی بات کریں گے جس کے بعد ہماری طرف سے فنانس منسٹر اس کا جواب دیں گے۔ اس کے بعد پھر بھی وہ مطمئن نہ ہوں تو تب وہ اپنا اگلا لائحہ عمل اختیار کر سکتے ہیں۔ میاں محمد اسلم اقبال صاحب نے بات کی ہے لیکن ان کے علاوہ کسی اور دوست نے بھی بات کرنی ہے تو وہ بھی کریں جس کے بعد سب ممبران فنانس منسٹر کا جواب سنیں۔ اس کے بعد مطمئن نہ ہونے پر جو مرضی لائحہ عمل اختیار کریں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کہا جا رہا ہے کہ Rules سے ہٹ کر طے ہوا ہے تو یہ آپ کے اختیار میں ہے۔ ویسے Rule 98(1) کے تحت آپ general Bills پر عام بحث کی اجازت دے سکتے ہیں جو کہ آپ نے دے دی ہوئی ہے لیکن یہ بار بار کیوں کہا جا رہا ہے کہ Rules کے علاوہ special time دیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ اِن کو چاہئے کہ وہ منسٹر صاحب کی بات سنیں اور اگر مطمئن نہ ہوں تو پھر وہ اپنا لائحہ عمل اختیار کر سکتے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں اپنی information کے لئے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ Rule 98(1) کے تحت کیا اجازت نہیں دی جا سکتی؟

جناب سپیکر: جی، بالکل دی جا سکتی ہے اور میں نے آپ کو اجازت دے دی ہے اسی لئے تو آپ بول رہے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں بھی یہی بات باور کرانا چاہ رہا تھا۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں زرعی ٹیکس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: کیا زرعی ٹیکس پر؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جو زرعی انکم ٹیکس لگایا گیا ہے اُس پر بات کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ میں اتنی انگلش تو نہیں جانتا لیکن تھوڑا سا پنجابی میں "وَنڈ" کر کے بتانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بات کریں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ساڑھے بارہ ایکڑ والا ایک چھوٹا کاشتکار سوا ایکڑ والے درمیانے کاشتکار سے اوپر ہے جس کو زمیندار نہیں کہہ سکتے کیونکہ یہاں زمیندار کلاس بھی بیٹھی ہے جو بہتر طور پر جانتی ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ چھوٹا ساڑھے بارہ ایکڑ کا زمیندار سوا ایکڑ والے مڈل کلاس کے کاشتکار سے بہتر ہے۔ چھوٹا زمیندار کاشتکار اس لئے بہتر ہے کیونکہ اُس نے پانی بھی خود لگانا ہے، کھاد بھی خود ڈالنی ہے، ٹریکٹر بھی خود چلانا ہے اور سپرے بھی خود کرنا ہے لیکن درمیانہ کاشتکار جو سوا ایکڑ والا مظلوم ہے اُس کی مظلومیت دیکھیں کہ اُس کا من پورا 40 کلو کا نہیں ہے۔ تمام طبقوں کا ایک من 40 کلو کا ہے لیکن مڈل کاشتکار کا من 36 کلو کا ہے جس کی میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ ٹیکس کی جو بات کر رہے ہیں وہ کریں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر میں ٹیکس کی ہی بات کر رہا ہوں۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ 36 کلو کا من کیسے بنتا ہے؟ وہ مڈل کلاس کا زمیندار ایک کلو گندم نائی کو دیتا ہے، ایک کلو ماچھی کو دیتا ہے جو روٹیاں پکاتا ہے اور تیسرا وہ ایک کلو گندم امام مسجد کو دیتا ہے۔ میں یہی کہہ رہا ہوں کہ سوا ایکڑ والا طبقہ پہلے ہی مظلوم ہے۔ یہاں بیٹھے میرے تمام بھائی اپنے دِل میں یہ بات پوچھیں کہ ہم کتنے قرضوں میں جکڑے ہوئے ہیں؟ چار مربع زمین کے مالک کو ٹریکٹر ڈرائیور سمیت پانچ نوکر رکھنے پڑتے ہیں اور ان پانچ چھ آدمیوں کی تنخواہ کم از کم سالانہ چھ لاکھ روپے بنتی ہے۔ وہ طبقہ پہلے ہی مظلوم ہے جو ساڑھے تین سو روپے کے حساب سے ٹیکس دے رہا ہے لہذا میری گزارش ہے کہ اس Bill کو پاس کرنے سے پہلے کمیٹی بنائی جائے جو اس کا بغور جائزہ لے۔ زمیندار اس کے علاوہ بھی بہت سی پھٹیکیں برداشت کرتا ہے جیسے اس کے گاؤں میں اگر کسی بچے یا بچی کی شادی ہو تو سب سے پہلے روٹی وہ زمیندار ہی دیتا ہے۔ جب ہم already ساڑھے تین سو روپے کے حساب سے ٹیکس دے رہے ہیں تو اس کے بعد ناجائز کیوں لگایا جا رہا ہے لہذا میری آپ سب سے گزارش ہے کہ اس پر کمیٹی بنائی جائے جس میں ہم سب کی دلیلیں لی جائیں۔ اگر ہماری دلیلیں کامیاب نہ ہوں تو بے شک ٹیکس لگا دیں۔ ویسے آپ نے ٹیکس پہلے ہی لگا دینا ہے لیکن میری آپ اور تمام بھائیوں سے گزارش ہے کہ اس پر غور کیا جائے کیونکہ ہم پہلے ہی مظلوم ہیں۔ ہمارے بزرگوں نے کہا ہے کہ پیدا کرنے والی ماں ہے لیکن جب آدمی فوت ہوتا ہے تو ماں بھی جواب دے جاتی ہے اور اُس وقت یہ دھرتی ماں ہمیں سنبھالتی ہے اس لئے ہم اس سے پیار کرتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی آفت آئے تو وہ بھی زمیندار کے پاس ہے اور چور ڈاکو بھی ہماری پکی پکائی فصلیں لے جاتے ہیں۔ اگر میں غلط کہہ

رہا ہوں تو تمام ساتھی میری اس بات کے منصف ہیں۔ اسی طرح اگر زمیندار رات کو ڈھیر لگا کر اپنی گندم رکھتے ہیں تو ڈاکو لے جاتے ہیں۔ اگر کوئی چار مربع رقبے کا زمیندار ہے تو وہ اس سے حاصل ہونے والی آمدن سے بمشکل ایک مربع گندم کاشت کرتا ہے، ایک مربع دھان کاشت کرتا ہے، ایک مربع کپاس کاشت کرتا ہے اور باقی جو پچیس ایکڑ بچتے ہیں اُن سے وہ اپنے بچوں کو روٹی کھلاتا ہے۔ آپ سروے کرا لیں تو اس مشکل دَور میں بارہ ایکڑ والے زمیندار پر کوئی قرضہ نہیں ہوگا جبکہ سو ایکڑ والے تمام زمیندار قرضوں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ زراعت چونکہ ریڑھ کی ہڈی ہے اس لئے آپ ہمارا حوصلہ دیکھیں کہ ہمیں ڈاکو بھی لوٹتا ہے، سپرے اور کھاد والے بھی لوٹتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت آئے تو وہ ہم قبول کرتے ہیں لیکن اگر کوئی طوفان آ جائے تو ہمیں پوچھنے والا کوئی نہیں ہوتا تب ہم اپنے زیورات اور اُس دھرتی ماں کا ٹکڑا بیچ کر دوبارہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اب 60/65 سال ہو گئے ہیں لیکن زمیندار وہیں کا وہیں ہے۔ ایک دکاندار کے اگر پانچ بیٹے ہیں تو وہ الحمدُللہ ایک دکان سے اُن کو پانچ دکانیں بنا کر دیتا ہے جبکہ سو ایکڑ والے زمیندار کے چار بیٹے ہیں تو پھر بھی کم پڑ جاتا ہے۔ یہ ایک ایسی دھرتی ماں ہے جس پر ہم گند پھینکتے ہیں، ہل چلاتے ہیں لیکن پھر بھی گروی رکھ کر وہ ہمیں روزی دیتی ہے۔ خدارا اس دھرتی ماں پر ٹیکس نہ لگایا جائے۔ اس کے بدلے گورنمنٹ ہم زمینداروں سے ہمارا بیٹا لے لے جسے ہم بغیر تنخواہ کے دیں گے، آپ اسے بغیر تنخواہ کے فوجی بھرتی کریں اور اس کے علاوہ ہم سے کوئی بھی خدمات لے لی جائیں لیکن خدارا ہماری دھرتی ماں پر ٹیکس نہ لگایا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اگر یہ کہتے ہیں تو ہم اپنی دو دو ایکڑ زمین بیچ کر اکٹھے ہی دے دیتے ہیں لیکن ہر سال ہم زمینداروں پر ٹیکس نہ لگایا جائے۔ یہاں جتنے بھی زمیندار بھائی بیٹھے ہیں ہم سب ساڑھے تین سو روپے ٹیکس وقت پر ادا نہیں کر سکتے، ہمیشہ دیر سے ادا کرتے ہیں اور جرمانہ بھی ادا کرتے ہیں۔ جس کی جیب میں پیسے ہوں وہ کبھی یہ پسند نہیں کرے گا کہ مجھے جرمانہ پڑے اور ہم سب زمینداروں کا یہی حال ہے۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی گزارش کروں گا کہ ہم زمینداروں کے بارے میں کچھ اچھا سوچیں۔ ہاں اگر ہمیں فصلوں پر انشورنس پالیسی دی جائے کہ خدانخواستہ سیلاب آتا ہے، کوئی آندھی آتی ہے یا کوئی اور آفت آتی ہے تو اس سے فصلوں کے ہونے والے نقصان کا ازالہ کیا جائے تو پھر ہم سے یہ ٹیکس لے لیا جائے۔ جب ہمارا نقصان ہوتا ہے تو ہمیں پوچھنے والا نہیں ہوتا اور جب گندم کی ضرورت پڑتی ہے تو پٹواری بھی ہمارے سر پر ہوتا ہے، تحصیلدار بھی سر پر ہوتا ہے اور تھانیدار بھی سر پر ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر کسی نے 25 ایکڑ گندم کاشت کی ہو اور اس کے دروازے پر تھانیدار آ جائے اور وہ کہہ دے کہ

مجھے گاڑی کے ٹائر ڈلوا دو تو اس بے چارے کے بچوں کی تو روزی چلی جاتی ہے اور یہ اسے ہی پتا ہے کہ وہ اسے کیسے face کرتا ہے۔

جناب سپیکر! زمیندار حکومت کے بہت سارے کام انجام دے رہا ہے۔ پورے گاؤں میں امام مسجد کو کوئی تنخواہ نہیں دی جاتی لیکن وہ بھی زمیندار ادا کرتا ہے۔ میں نے کام کرنے والی قومیں بتائی ہیں جو کہ اسی کے آسرے پر زندہ ہیں۔ اگر آج زمیندار ہاتھ کھینچ لے تو حکومت پر بہت زیادہ وزن پڑے گا کیونکہ کافی سارے لوگوں کو زمیندار اپنے طریقے سے اس قسم کی سہولتیں فراہم کرتا ہے۔ کسی غریب کی فوتید گی یا شادی ہو تو پہلی روٹی وہ زمیندار دیتا ہے اس لئے مہربانی کریں اور زرعی انکم ٹیکس کو لاگو نہ کریں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ، جی، شہاب الدین صاحب!

سردار شہاب الدین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! زرعی انکم ٹیکس کے حوالے سے وزیر خزانہ کے گوشگزار کرنا چاہتا ہوں کہ اس 1997 کے ایکٹ کی amendments اس کاغذ کے ٹکڑے پر لکھ تو دی گئی ہیں لیکن اگر ان کی تفصیل ہمیں مہیا کی جائے کہ اس میں کون سی category ہے اور کس income پر ٹیکس لگایا جا رہا ہے تو مہربانی ہو گی۔ اسی ایوان میں پہلے بھی ہم اپوزیشن کے لوگ یہی بات کر چکے ہیں کہ 871۔ارب روپے کے بجٹ میں صرف 13۔ارب روپے زراعت کے لئے رکھے ہیں جو کہ ناکافی ہیں۔ زراعت اس صوبے کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور کاشتکار طبقہ پہلے ہی پس چکا ہے لہذا حکومتی بنچوں سے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس ٹیکس کو لگانے سے پہلے یہاں پر discussion ہونی چاہئے یا میں اپنے بھائی کی بات کو second کرتا ہوں کہ ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جہاں پر بات سنی جائے اور ہمیں اس کے parameters بتائے جائیں کہ ٹیکس کون کون سی income پر لگے گا؟ میری گزارش یہ ہو گی کہ اس بل کو منظور ہونے سے پہلے یہ اس ایوان کی discussion میں آئے یا کمیٹی کی discussion میں آئے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، عارف عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ کی توجہ اسی پانچ مرلہ گھروں پر ٹیکس کے حوالے سے دلاؤں گا۔ انہوں نے لکھا ہے کہ one million values اور جو پانچ مرلہ سے exceed نہ ہو تو یہ اس طرح کرنا چاہ رہے ہیں اور یہ سب category وغیرہ ہیں تو قوم کے ساتھ یہ فراڈ کیا جا رہا ہے۔ یہ اس طرح کرنا چاہ رہے ہیں کہ پانچ مرلہ سے کم کے تمام گھروں پر جن کی annual value پانچ ہزار کرایہ کے حساب سے assess کی ہے یا پانچ ہزار سے زائد ہے تو وہ سب اس

category میں آئیں گے اور یہ کسی ایک کو بھی exempt کرنے کے موڈ میں نہیں ہیں۔ کسی بھی category کا گھر ہو یہ اس پر ٹیکس لگانے جا رہے ہیں۔ صرف header رکھا ہوا ہے کہ پورے پاکستان میں اس کی 10 ملین value ہو۔ میں راولپنڈی شہر سے تعلق رکھتا ہوں تو وہاں پر دو مرلہ کے گھر کی value بھی ایک ملین سے زیادہ ہے۔ نیچے انہوں نے آخری پیرا لکھا ہے کہ:

> Was the residential house, measuring an area not exceeding five Marlas

پانچ مرلہ سے زیادہ نہ ہو۔ اس سے نیچے والے سارے آ گئے۔ آگے لکھتے ہیں کہ:

> Used for residential purpose except a residential house with annual rental value of more than five thousand rupees

جس کی پانچ ہزار سے زائد annual value کرایہ کی ہے وہ سارے گھر اس ٹیکس میں آ گئے ہیں۔ ڈھکے چھپے لفظوں میں شاید انہوں نے کسی ایک کو بھی نہیں بخشا اور پیسے جمع کرنے کا یہ بڑا آسان طریقہ ہے۔ ہماری اکثریت غریب آبادیوں میں رہتی ہے، جو چیزیں زیادہ استعمال ہوں ان سے زیادہ پیسا جمع کیا جا سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ عوام کو لوٹنے کا اور انہیں بڑے عذاب میں ڈالنے کے لئے بڑا اچھا چھوٹا سا پیرا لکھ دیا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے شہر میں رہنے والا کوئی بھی اس ٹیکس سے exempted نہیں ہو گا۔ خدا کے لئے جو بھوکے مر رہے ہیں، جنہیں ہسپتالوں میں ادویات نہیں مل رہیں، جن کے پاس اپنے بچوں کی فیس دینے کے لئے پیسے نہیں ہیں تو میں آپ سے استدعا کروں گا کہ خدا کے لئے اونٹ پر آخری تنکا نہ لادیں اور انہیں مزید عذاب میں نہ ڈالیں۔ ہم اس ٹیکس کی بھرپور مذمت کرتے ہیں اور اگر اس ٹیکس کو لاگو کیا گیا تو ہم اس ایوان سے بائیکاٹ کریں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جناب احمد خان بھچر صاحب!

جناب احمد خان بھچر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ 1997 کے ایکٹ جس میں ہم amendment کر رہے ہیں تو زرعی ٹیکس کے حوالے سے ہمارے قابل احترام فنانس منسٹر ہمیں تھوڑا سا سمجھا دیں کیونکہ میری سمجھ میں جو آتا ہے اس کے بعد میں مزید بھی ان سے پوچھوں گا اور گزارش کروں گا اس میں ہے کہ any assessment year جو یہ assessment کریں گے کیونکہ ہم Agriculture Tax میں پہلے یہ بھگت چکے ہیں کہ ہمیں الیکشن سے پہلے 2007 سے لے کر اب تک Agriculture Tax کی previous years کی assessment دے دی تھی اور ہم نے اس

پر Agriculture Tax pay کیا جو کہ پہلے ہم pay کر چکے تھے۔ اب اس میں یہ آ رہا ہے کہ any assessment year جو انہوں نے لکھا ہوا ہے تو اس کا مطلب ہمیں سمجھایا جائے کہ یہ any assessment year کہیں ہمیں دوبارہ سے نہ لگایا جائے کیونکہ 1997 کا ایکٹ ہے اس لئے ہمیں سمجھایا جائے۔ میں اگلی بات بعد میں کروں گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ایوان کے معزز ممبران کو سمجھا دیا جائے کہ یہ ٹیکس کب سے لاگو ہوگا؟ منسٹر صاحب اس wording کو پڑھ کر ہمیں اس کا مطلب سمجھا دیں۔ اس کے متعلق ہمیں آسان لفظوں میں kindly سمجھا دیں تاکہ اپوزیشن کے ممبران اس پر بات کریں یا نہ کریں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! یہ اپنی بات مکمل کر لیں تو میں ایک ہی دفعہ انہیں جواب دے دوں گا کیونکہ پانچ مرلہ پر بھی بات ہوئی ہے اور دو کنال، چار کنال اور ابھی زرعی ٹیکس پر بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔ اگر یہ سارے اپنی بات مکمل کر لیں تو میں اکٹھا جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب! اپنی بات مکمل کر لیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس پیرے کو پڑھ دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! یہ تو اس طرح چاہ رہے ہیں کہ جیسے Question Hour ہوتا ہے کہ ایک ایک سوال put کریں اور میں جواب دوں تو پھر یہ Question Hour کے لئے اسے رکھ لیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم اس بارے میں بات نہیں کریں گے۔ ہمیں اس کا مطلب صرف سمجھا دیا جائے تاکہ یہاں پر agriculture سے متعلقہ جو لوگ بیٹھے ہیں؟ وہ مزید بات نہ کر سکیں کیونکہ ان کے ذہن میں خدشہ ہے کہ پچھلے کسی بھی سال کا یہ ٹیکس اٹھا کر ان پر لگا دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ جس کا ہم پہلے ٹیکس ادا بھی کر چکے ہیں کہیں دوبارہ ہمیں اس وقت سے اب تک کا ٹیکس تو ادا نہیں کرنا پڑے گا۔ دوسری بات وہ انشورنس پالیسی کے حوالے سے کہنا چاہتے ہیں تو اس حوالے سے انہیں کچھ بتادیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! لفظ ہے کہ:

> Where any person has declared agriculture income tax any assessment year in the return file under the Income Tax Ordinance 2001

اس کے صرف اتنے جملے کے بارے میں ہمیں بتادیں۔ یہ نہ ہو کہ زمیندار بے چارہ جو یہاں پر ساڑھے بارہ ایکڑ کا مالک ہے، کوئی 30/25 ایکڑ کا مالک ہے اور آنے والے وقت میں اس پر دوبارہ 2001 کے آرڈیننس کے مطابق اس کی کتاب کھول بیٹھیں اور پتا چلے کہ وہ ساری زمین بیچ کر بھی گورنمنٹ کا ٹیکس ادا نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں آپ سے ایک بار پھر یہی کہوں گا کہ ایک دفعہ پہلے یہ اپنی بات مکمل کر لیں تو میں انہیں تمام ٹیکسوں کے اوپر اکٹھا جواب دینا چاہوں گا۔ میں انہیں اس پر مطمئن کروں گا جو یہ Agriculture Tax کے متعلق بات کر رہے ہیں۔ وہ 2001 کا جو آرڈیننس ہے 1997 میں یہ پاس کیا گیا تھا اور 2001 کا ایکٹ ہے جس کے مطابق پچاس ایکڑ سے اوپر والے زمینداروں نے ایک گوشوارہ جسے آپ return کہہ سکتے ہیں، انہوں نے agriculture return file کرنی ہوتی ہے اور اس بارے میں ہم نے یہ کیا ہے کہ ہم پچاس ایکڑ سے بڑے زمینداروں سے return چاہتے ہیں کہ وہ properly file کریں اور taxation rate increase نہیں کیا گیا۔ ساڑھے بارہ ایکڑ والا اسی طرح exempt ہے جبکہ بارانی علاقوں میں 25 ایکڑ والا زمیندار exempt ہے۔ میں انہیں اکٹھا جواب دینا چاہ رہا ہوں اور اب آپ اگر مجھے Question Hour کی طرح چاہتے ہیں کہ میں انہیں جواب دوں تو انہیں جواب دے دیتا ہوں۔ جیسے آپ کا حکم ہو۔

جناب سپیکر: وہ بول رہے ہیں ان کی بات سنیں، پھر اس کے بعد اس کا جواب دیں۔ ان کا خدشہ زرعی انکم ٹیکس پر ہے صرف Agriculture Tax پر نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہمارے اپوزیشن کے جو معزز ممبران ہیں وہ اس معاملے کو جس طرح سے detail میں لے رہے ہیں یہ معاملہ اس طرح سے نہیں ہے۔ اب دیکھیں میاں محمد اسلم اقبال صاحب نے Agriculture Income Tax کی بات کی ہے۔ انکم ٹیکس میں زمیندار جو return file کرتا ہے یعنی Agriculture Income Tax جو already موجود ہے اور in operation ہے اس کے مطابق یہ ہے کہ اگر آپ کی زمین 50 ایکڑ سے زیادہ ہے تو آپ اس پر return file کریں گے اور اگر آپ کی انکم 80 ہزار روپے سے زیادہ ہے پھر اس پر آپ ٹیکس ادا کریں گے۔ اب ہوا یہ ہے کہ انکم ٹیکس ڈیپارٹمنٹ میں لوگوں نے جو اپنی return file کی تو انہوں نے وہاں پر یہ show کیا کہ ہماری انکم، جو کسی دوسرے ذریعے سے ہو سکتی ہے وہ بزنس ہو سکتا ہے، امپورٹ ایکسپورٹ ہو سکتا ہے یا جو بھی کوئی ذریعہ ہو سکتا ہے اس ذریعے سے ہماری انکم 3 لاکھ روپے ہے اور ساتھ ہی انہوں نے کہا کہ ہماری agriculture income جو ہے وہ 30 لاکھ روپے ہے، اب اس 30 لاکھ روپے کے اوپر ان کو چاہئے تھا کہ وہ return file کرتے اور 80 ہزار روپے سے اوپر جو ٹیکس کی ratio ہے اس کے مطابق ٹیکس دیتے۔ چونکہ agriculture income پر ٹیکس نہیں لگتا اس لئے لوگوں نے سالہا سال سے یہ وتیرہ بنایا ہوا تھا، ان کی انکم تو شاید دوسرے ذرائع سے بھی ہو لیکن اس کو exempt کروانے کے لئے یہ سہارا لیتے تھے۔ پچھلے سال اس معاملے کو take up کیا گیا، اس پر متعدد میٹنگیں ہوئیں اور ان میٹنگوں کو میں نے chair کیا اس لئے مجھے اس سارے معاملے کا پتا ہے۔ ہم نے صرف اس amendment کے ذریعے سے یہ کیا ہے کہ اگر ایک آدمی اپنی return میں یہ کہتا ہے کہ اس کی انکم 80 ہزار روپے سے زیادہ ہے وہ چاہے 30 لاکھ روپے ہے، 25 لاکھ روپے ہے یا 15 لاکھ روپے ہے اور وہ خود وہاں declare کر رہا ہے تو اس پر اس کو چاہئے کہ ٹیکس دے۔ اس کے علاوہ اس میں اور کوئی amendment نہیں ہے، یہ law already ہے اس میں صرف یہ ہے کہ جب آپ خود یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کی agriculture income جو ہے وہ 80 ہزار روپے سے زیادہ ہے، آپ کی زمین 50 ایکڑ سے زیادہ ہے اور آپ خود کہہ رہے ہیں تو پھر آپ کو چاہئے کہ Agriculture Income Tax ادا کریں جو کہ already موجود ہے۔ صرف یہ بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسی طرح سے پانچ مرلے سے اوپر ٹیکس پر بھی معزز اپوزیشن ممبران کو اس کی detail میں confusion ہو رہی ہے جس پر وہ بات کر رہے ہیں۔ فنانس منسٹر اس کے متعلق پوری وضاحت کر دیں گے اور Agriculture Income Tax سے متعلق میں ان سے یہ عرض کروں گا کہ قطعی طور پر ساڑھے بارہ ایکڑ exempt تھا اور اب بھی

ہے، 50 ایکڑ تک return file کرنا ضروری نہیں ہے۔ اگر وہ کہیں کہ ہماری انکم 80 ہزار روپے سے کم ہے تو پھر ٹھیک ہے، اگر وہ کہیں کہ ہماری انکم 80 ہزار روپے سے زیادہ ہے تو پھر ان کو return file کرنی چاہئے۔ اگر آپ return file کرتے ہوئے کہیں کہ ہماری Agriculture Income جو ہے وہ 13 لاکھ روپے ہے اور otherwise income ڈیڑھ لاکھ روپے ہے یعنی ادھر ڈیڑھ لاکھ روپے بھی exempt اور اُدھر تیرہ لاکھ روپے بھی exempt اس لئے اس anomaly کو دور کرنے کے لئے یہ ترمیم کی گئی ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ انہوں نے جو کہا ہے یہ تو بڑے بڑے business man کرتے ہیں۔ جو 1997 کا Agriculture Act ہے اس کے حوالے سے جو mechanism دیا گیا ہے اس میں دو چیزیں ہیں ایک تو farmer کے ساتھ اس حوالے سے زیادتی ہو رہی ہے کہ اس کی جو ceiling ہے جو tax exempted ہے وہ اسّی ہزار روپے ہے۔ دوسری طرف جو business man ہے اس کے لئے ceiling 4 لاکھ روپے ہے اور اب فیڈرل بجٹ میں 5 لاکھ روپے propose کیا گیا ہے۔ آپ اس فرق کو دیکھ سکتے ہیں کہ اگر کاشتکار کی انکم 80 ہزار روپے سے زیادہ ہو تو اس پر ٹیکس لاگو ہوتا ہے اور business man کی انکم 5 لاکھ روپے سے زیادہ ہو گی تو پھر انکم ٹیکس لاگو ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دوسری بات جو یہ کہہ رہے ہیں کہ جس کی زمین 50 ایکڑ سے زیادہ ہو وہ اپنی return دے۔ میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا، گو میں اتنا expert نہیں ہوں وہ لاء منسٹر ہیں، ان کا زیادہ experience ہے اور ان کی law پر زیادہ command ہے۔ وہ 1997 کے ایکٹ کو دیکھیں اس میں recovery procedure کون سا ہے، اس کو کون determine کرے گا؟ اس کو ریونیو ڈیپارٹمنٹ کرے گا۔ اسسٹنٹ کلکٹر اور کلکٹر through survey report determine کرے گا کہ اس پر کتنا ٹیکس lie کرتا ہے جسے گرداوری کہتے ہیں۔ جو business man اپنا ٹیکس دیتے ہیں، اپنے ٹیکس کی return دیتے ہیں تو وہ ٹیکس کے خانے میں جو Agriculture Income Tax show کرتے ہیں اس پر tax lie کرنے کی بات کی گئی، یہ بات لاء منسٹر کے حوالے سے ہے، جو 50 ایکڑ کی return کے حوالے سے بات کی گئی وہ return کسی زمیندار اور کاشتکار کو نہیں دی جاتی۔ جس طرح 1997 کا ایکٹ ہے اس کے مطابق جو recovery کا mechanism ہے وہ کلکٹر اور اسسٹنٹ کلکٹر determine کرتا ہے۔

جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ ایک کاشتکار کے ساتھ کیوں زیادتی کی جارہی ہے کہ ایک طرف کاشتکار کے لئے 80ہزار روپے کی ceiling ہے جو indirect tax کھاد، بجلی اور ڈیزل کی صورت میں دیتا ہے اور دوسری طرف 5لاکھ روپے کی ceiling ہے۔ اس discriminatory Act کو ختم کرنا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میری اس معزز ایوان کے سامنے درخواست ہوگی کہ خدارا ان غریب کاشتکاروں کا جو interest ہے اس کو بھی watch کیا جائے، ہم ان کے سامنے جوابدہ ہیں اور وہ ہمارے accountable ہیں۔ ہم نے ان کی عدالت میں جانا ہے، ہم یہاں ان کے حقوق کے تحفظ کے لئے کھڑے ہیں۔ میں عرض کروں گا کہ 80ہزار روپے اور 4لاکھ روپے میں بہت بڑا فرق ہے، اس فرق کو ختم کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، احمد خان بھچر صاحب!

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ determine کریں لیکن کم از کم اتنا فرق ضرور ہونا چاہئے کہ جو pure agriculturist ہیں ان کی زمین اگر 50ایکڑ سے اوپر ہے یعنی اگر 60 ایکڑ ہے تو اس میں 50ایکڑ کو exempt کر دیں اور 10ایکڑ پر tax لگا دیں۔ حکومتی بنچوں پر بھی میرے agriculturist بھائی بیٹھے ہیں اور ہم سب بھائی ٹیکس دیتے ہیں۔ 1997 میں اس وقت اگر کسی زمیندار کی زمین ساڑھے بارہ ایکڑ سے زیادہ تھی یعنی جس کی زمین 15ایکڑ یا 20ایکڑ تھی تو اس کو ساڑھے سات ایکڑ کا ٹیکس لگتا تھا۔ ایک تو یہ declare کر دیں کہ 50ایکڑ تک، کیونکہ اب غربت کی لکیر جو پیپلز پارٹی نے ساڑھے بارہ ایکڑ کی تھی وہ اب نہیں ہے۔ وہ ایک نعرہ تھا کہ زمیندار کے لئے غربت کی لکیر ساڑھے بارہ ایکڑ ہے لیکن اب ساڑھے بارہ ایکڑ نہیں ہے۔ میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ اب 100ایکڑ کا زمیندار بھی middle class میں نہیں بلکہ lower middle class میں شمار ہوتا ہے۔ یہ determine کریں ہم ٹیکس دینے کے لئے تیار ہیں اور زمیندار پہلے بھی ہر قسم کا ٹیکس دے رہا ہے۔ یہ determine کریں لیکن اس میں تھوڑا سا یہ کر لیں کہ اگر کوئی pure agriculturist ہے اور اس کا کوئی دوسرا کاروبار نہیں ہے تو اس کو دیکھا جائے اور اس حوالے سے ایک کمیٹی بنالیں کیونکہ میرے خیال میں 80ہزار روپیہ exempt کرنا اب مذاق بن چکا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جو کاروباری حضرات ہیں جن کا ہم احترام کرتے ہیں اگر ہمیں 80ہزار روپے سے زیادہ پر ٹیکس لگاتے ہیں تو پھر ہمیں مراعات بھی وہی ملنی چاہئیں۔ کم از کم ڈیزل پر کوئی سسٹم بنانا چاہئے کہ زمینداروں کے لئے ڈیزل کا کوٹا مقرر کریں اور بجلی پر بھی ہمیں کوئی ریلیف ملنا چاہئے۔ کل ہمارے قائد ایوان خود فرما رہے

تھے کہ پنجاب میں 10 لاکھ ٹیوب ویل ہیں جن میں سے ایک لاکھ ٹیوب ویل بجلی پر چل رہے ہیں۔ اگر آپ deep depth areas میں جائیں جہاں پر ٹربائین لگی ہوئی ہیں اور ادھر 80-horsepower کی موٹریں ہیں تو وہ بہت تھوڑی تعداد میں ہوں گی اگر اُن کے بارے میں آپ کچھ سوچ لیں تو میرے خیال میں ہم انشاء اللہ تعالیٰ ٹیکس بھی دیں گے اور اس سے زیادہ دیں گے لیکن ہمارے حال پر بھی رحم کریں۔ خدارا میں یہ کوئی جذباتی تقریر نہیں کر رہا ہمارے زمینداروں کا genuinely اس وقت بُرا حال ہے اور ہم اس وقت قرضوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! اب میں آپ سے انشورنس کی بات کرتا ہوں کہ اگر ہم بنک والوں سے بیس لاکھ سے زیادہ قرضہ لیتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ساتھ ensured کروائیں۔ Ensured میں اڑھائی سے تین لاکھ روپیہ سالانہ ہم سے جگا ٹیکس لے لیتے ہیں جب ہماری فصلیں ختم ہو جاتی ہیں تو غریب زمیندار کو اتنا بھی پتا نہیں ہوتا کہ اُس کا procedure کیا ہے؟ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ determine کریں، ہم ٹیکس بھی دیں گے۔ آپ اپنے بنچوں سے زمینداروں کی کوئی کمیٹی بنا دیں جو ان چیزوں کو دیکھ لے کیونکہ جب 1997 میں یہ زرعی ٹیکس شروع ہوا تھا تو اُس وقت بھی مسلم لیگ (ن) کی حکومت تھی تو ہم نے اس کو اُس وقت بھی آمین کہا تھا۔ ہم اب بھی ٹیکس دینے کے لئے تیار ہیں لیکن ہماری exempt کو بڑھایا جائے، جہاں پر ٹیوب ویل ہیں۔ قائد ایوان کل خود بجلی کے ایک لاکھ ٹیوب ویل کا فرما گئے ہیں، میانوالی، بھکر، ڈیرہ غازی خان اور خوشاب کے علاقوں کے جو areas deep depth ہیں اور جتنے بھی areas ہیں آپ ذرا چیک کر لیں اور ہمیں بجلی پر بھی سبسڈی دی جائے۔ آپ تھوڑا سا اس کو دیکھ لیں، باقی ہم ٹیکس دینے کے لئے تیار ہیں اور زمیندار طبقہ کبھی بھی حکومت کو ٹیکس دینے سے نہیں گھبراتا۔ بہت شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایگریکلچر ٹیکس کے حوالے سے میں بات کو مکمل کرتا ہوں۔ اُس کے بعد پانچ مرلہ کے ٹیکس پر فنانس منسٹر جواب دیتے ہیں۔ اس پر انہوں نے فرمایا ہے کہ ایک طرف چار لاکھ کی ceiling ہے شاید اس مرتبہ 5 لاکھ کرنے جارہے ہیں اور دوسری طرف 80 ہزار روپے ہے۔ اُس میں یہ کہ ایگریکلچر انکم ٹیکس اور دوسرے انکم ٹیکس میں زمین آسمان کا فرق ہے وہ جیسے جیسے بڑھتا ہے تو 35 فیصد تک جاتا ہے جبکہ یہ اُس سے much less ہے۔ اس وقت جو صورتحال ہے ہم جس anomaly کو ختم کرنے جارہے ہیں اور جس contradiction کو remove کرنے جارہے ہیں اُس سے زمیندار کا قطعی طور پر کوئی تعلق نہ ہے زمیندار تو پہلے ہی ٹیکس دے رہا ہے۔

اس میں یہ ہے کہ اگر ایک طرف تین ملیں ہیں اور دوسری طرف100 ایکڑ اراضی خریدی ہوئی ہے اور تینوں ملوں میں تین لاکھ روپےprofit ہو رہا ہے وہ بھی exempt ہے کیونکہ ceiling پانچ لاکھ روپے ہے۔اُدھر profit 80لاکھ روپے ہو رہا ہے اور اُدھر سے بھی exemption ہے یعنی یہ وہ contradiction ہے جس کی وجہ سے نقصان ہو رہا تھا اس کو ختم کیا گیا ہے۔اب اگر ایک آدمی خود یہ کہتا ہے کہ میری ایگریکلچر انکم اتنے لاکھ روپے ہے اور اگر وہ خود کہہ رہا ہے تو پھر جو قانون ہے وہ لاگو ہو گا۔وہ قانون ہم آج نہیں بنا رہے،اس میں آج amendment کر رہے اور نہ ہی اس Finance Bill میں وہ amendment ہو رہی ہے کہ ہم کوئی ٹیکس لگا رہے ہیں۔اگر وہ خود کہتا رہا ہے کہ میری ایگری کلچر انکم ٹیکس لاکھ روپے ہے تو پھر اسے اپنی declaration پر ٹیکس ادا کرنا چاہئے۔جہاں تک زمیندار کا تعلق ہے اس کی 100ایکڑ،70ایکڑ یا50ایکڑ سے اوپر زمین ہو،وہ اپنی return file کرے اور کہے کہ مجھے کوئی انکم نہیں ہوئی.That's good(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر:جی،انہوں نے جو بات کی ہے۔This is fine now.

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اس میں میرا خیال ہے کہ بحث تو نہیں ہونی چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر:نہیں،اب گنجائش نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):اب پانچ مرلہ پر آ جائیں اور فنانس منسٹر صاحب کی بھی بات سن لیں۔

جناب سپیکر:اب میرے خیال میں اس میں گنجائش نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!پانچ مرلے والی بات پر دیکھیں گے۔

جناب سپیکر:جی،ٹھیک ہے۔اگر اس کے بعد آپ کو کوئی grievances ہوں گے تو میں بھی لاء منسٹر صاحب کو کہوں گا کہ مہربانی کریں ان کی بات کو غور سے سن کر اس پر عمل کریں۔اب پانچ مرلے کی بات آپ بتائیں۔

وزیر خزانہ(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!میں پانچ مرلے پر تھوڑی سی اور بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ تین چار دفعہ پہلے بھی بات کر چکے ہیں ان کو بتائیں کہ اسمبلی کا decorum کیا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں! ان کی بات کو سن لیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ Act V of 1958 کو amend کرنے جارہے ہیں جس میں پہلے پانچ مرلے exempted ہیں اور اب یہ اس کو ختم کر رہے ہیں۔ پہلے 2 ملین تک exempted ہے اب اس کو نیچے ایک ملین پر لا رہے ہیں۔ یہ ہمیں clear بتائیں کہ یہ کرنے کیا جارہے ہیں، یہ پانچ مرلے یا اس سے نیچے والوں پر ٹیکس لگا رہے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: یہ confusion کی بات ہے اور کوئی بات نہیں ہے، آپ کو confusion ہو رہی ہے۔ وہ آپ کو clear کرتے ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ ذرا clear کریں تاکہ ہم اس پر بات کر سکیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! سب سے پہلے رانا ثناء اللہ صاحب نے ان کو ایگریکلچر ٹیکس کا بتا دیا ہے۔ یہ ٹیکس آج کا نہیں ہے بلکہ 1997 اور 2001 کا ایکٹ ہے اور اس میں ہم نے کوئی amendment نہیں کی۔ رانا صاحب نے بڑے اچھے طریقے سے explain کر دیا ہے۔ دوسری بات یہاں پر سب سے پہلے پانچ مرلے کے حوالے سے کی گئی ہے۔ میرے بھائی میاں محمد اسلم اقبال صاحب بڑے محترم ہیں اور پہلے بھی یہاں پر پانچ سال منسٹر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ پانچ مرلے کا گھر ہے، دکان ہے، کیا چیز ہے؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! مجھے بھی بات کرنے دیں، ان کی تو آپ irrelevant باتیں سن رہے تھے میری بھی سن لیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کی کیوں نہیں سنوں گا؟ جی، آپ فرمائیں!

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ Bill کی clause-2 پانچ مرلے کے لئے ہے۔ یہ اس Bill کی clause-7 پڑھ رہے ہیں جو کہ capital gain tax کے بارے میں ہے۔ وہ Capital gain tax کی one million والی clause پڑھ کر مجھے سنا رہے ہیں کہ یہ پانچ مرلے کی ہے۔ ان کو کہیں کہ یہ تھوڑا سا پہلے ذرا Bill پڑھنا بھی سیکھ لیں۔ میں آپ کو پانچ

مرلے کا Bill پڑھ کر بتا دیتا ہوں کہ وہ کیا ہے۔انہوں نے یہ کہا تھا کہ category (A) mention نہیں ہوئی۔اب میں ان کو بتا رہا ہوں کہ:

Clause-2 amendment in Act V of 1958 in the Punjab Urban Immovable Property Tax Act 1958 (5) of 1958 in section 3

(a) in sub-section (2), for the word "twenty", the word "ten" shall be substituted; and

(b) in section 4, for clause (i), the following shall be substituted:-

(i) one residential house, measuring an area not exceeding five marlas, used for residential purpose except a residential house with annual value of more than five thousand rupees situated in a part of a rating area which is category A area."

جناب سپیکر! انہوں نے کہا تھا کہ (A) category کہیں mention نہیں کی گئی ہے۔اب اس میں بتایا گیا ہے کہ five thousand اس کی rental value ہے۔Excised Taxation کی 2001 valuation table کے مطابق اس وقت taxation کی جا رہی ہے۔یہ five thousand اس میں اس وقت لی جاتی ہے، annual rental value جس کی five thousand ہو گی وہ پانچ مرلہ category(A) میں آئے گا۔دوسرے ایک معزز ممبر نے کہا تھا کہ پانچ مرلے تک تو پانچ مرلے تک ہی اس میں ہم نے اس لئے کہا ہے کہ پانچ مرلے سے نیچے جو category(A) میں ہمارے پاس ہوں گے، اگر ان کو اس کی further detail بھی چاہئے تو میں ان کو بتاتا ہوں کہ لاہور کی صرف چار پانچ localities ہیں اور ان میں بھی اگر یہ گلبرگ کو دیکھتے ہیں، گارڈن ٹاؤن، جوہر ٹاؤن یا اس طرح کے areas جہاں پر category(A) ہے تو اس میں main boulevard یا main سڑک category(A) میں آئے گی۔جب آپ ان سے کچھ گز پیچھے آتے جائیں گے تو category(B) ہو جاتی ہے۔اس طرح ہماری Excised Taxation کی overall A سے لے کر F تک categories ہیں۔ہماری صرف تین شہروں میں category(A) ہیں۔میں پھر ان کو بتاؤں گا کہ تین ڈسٹرکٹ جس

میں لاہور، راولپنڈی اور فیصل آباد شامل ہیں۔ اگر آپ category(A) میں دیکھتے ہیں تو گلبرک میں ایک ایک ڈیڑھ ڈیڑھ کروڑ روپے کا گھر ہے جو وہاں پر پانچ مرلے کے apartments بنے ہوئے ہیں۔ ہم نے ان پانچ localities میں category(A) specially والے area میں پانچ مرلے پر ٹیکس لگایا ہے یہ اس کی details تھیں جو میں ان کو بتانا چاہ رہا تھا۔ اس کے علاوہ یہاں پر ہماری ایک معزز ممبر نے Cantonment اور D.H.A سے متعلق سوال کیا تھا تو ان کو میں بتانا چاہوں گا کہ Cantonment اور D.H.A کے اپنے taxes ہوتے ہیں۔ پنجاب حکومت ابھی Cantonment اور D.H.A ایریا سے ٹیکس نہیں لے رہی۔ اگر ہم laws in future میں amendment کریں تو ہم ان سے بھی tax لے سکتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں انتہائی افسوس کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ وزیر موصوف نے جن علاقوں کا ذکر کیا ہے تو اُن علاقوں میں گلبرگ، گارڈن ٹاؤن، ماڈل ٹاؤن میں 5 مرلے کا پلاٹ ہے ہی نہیں، یہاں کنال سے کم کوئی پلاٹ نہیں ہے۔ میں ان کی معلومات میں اضافہ کے لئے پورے ایوان کو بتا رہا ہوں کہ وہاں تو چار کنال، دو کنال اور ایک کنال سے کم گھر نہیں ہیں۔ یہ وہاں پر 5 مرلہ کہاں سے ڈھونڈیں گے؟ ان علاقوں میں تو 5 مرلہ کی سب ڈویژن بھی allowed نہیں ہے اور یہ جو بات انہوں نے کی ہے کہ اس کی rental value پانچ ہزار روپے ہو، میں عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ کسی کچی آبادی میں بھی چلے جائیں تو پانچ ہزار روپے کرایہ پر تو ایک کمرہ بھی نہیں ملتا، یہ ایوان کے سامنے کیا بات کر رہے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا جواب قطعاً satisfactory نہیں ہے کہ ہم category(A) میں گلبرگ اور ماڈل ٹاؤن کے 5 مرلہ گھروں پر ٹیکس لگا رہے ہیں اور دوسری طرف یہ کہہ رہے ہیں کہ اس گھر کی rental value جو ہے وہ 5 ہزار روپے ہو۔ لاہور کی کسی کچی آبادی میں چلے جائیں تو وہاں پر بھی کرایہ 5 ہزار روپے سے زائد ہوگا۔ لاہور میں باہر کے شہروں سے جو لوگ محنت مزدوری کے لئے آتے ہیں یا طالب علم تعلیم حاصل کرنے کے لئے آتے ہیں تو وہ ایک کمرے کا کرایہ پانچ ہزار روپے دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب کے غریب لوگوں پر ظلم ہے۔ یہ heavy mandate کی بات کرتے ہیں، ابھی Cantonment کے حوالے سے بات کی تھی اس طرف نہیں دیکھتے اور کہتے ہیں کہ آئندہ ہم قوانین بنائیں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کم از کم اس ظلم کا حصہ نہیں

بنے گی۔ mandate انہیں ملا ہے تو mandate ہمیں بھی ملا ہے لیکن 5 مرلہ کے گھروں پر ٹیکس، غریب لوگوں اور پسے ہوئے طبقوں پر ہم اس ایوان میں بیٹھ کر چُھری چلوادیں یہ ہمیں کسی طور پر بھی منظور نہیں۔ اگر یہ دوبارہ جواب دینا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے، میں ان سے عرض کروں گا کہ اس بارے میں بتادیں انہوں نے کہا کہ rental value جو ہے 5 ہزار روپے ہے، لاہور کا کوئی ایریا دیکھ لیں، کسی کچی آبادی میں جاکر دیکھ لیں وہاں پر بھی 5 ہزار روپے سے زائد کرایہ ہے۔ ان posh localities کا جن کا یہ بار بار ذکر کرتے ہیں یہاں تو 5 مرلہ کی category ہی نہیں ہے۔ بلدیہ کی طرف سے ہے اور نہ ہی ایل ڈی اے کی طرف سے ہے یہ ساری آبادیاں تو ایک کنال، دو کنال اور چار کنال کی کوٹھیوں پر مشتمل ہیں۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں محترم اپوزیشن لیڈر سے کہوں گا جیسا کہ میں نے پہلے بھی پڑھا تھا اس میں لکھا ہوا تھا کہ Residential house with annual value of more than 5000 rupees. یعنی جن کی قیمت 5 ہزار روپے سے زیادہ ہے۔ اس کے ساتھ میں نے ان کو یہ بھی explain کیا تھا کہ یہ 2001 کا valuation table ہے جس کو ہم نے revise کرنا ہے ہم اس پر پراپرٹی ٹیکس کا کام کر رہے ہیں۔ 2001 سے یعنی 12 سال سے ہم اسی ریٹ سے پراپرٹی ٹیکس لے رہے ہیں۔ پانچ سال بعد اس valuation table میں amendment کرنا ضروری ہوتی ہے، ہم اس کو amend کر رہے ہیں تو automatically اس کی annual rental value تبدیل ہو جائے گی۔ قائد حزب اختلاف بالکل درست کہہ رہے ہیں، اگر اِس وقت کا ریٹ لیا جائے تو یہ 5 ہزار روپے سے زیادہ ہی آئے گا مگر اب ہماری جو نئی assessment ہو رہی ہے، محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن اس کا نیا valuation table بنا رہا ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ ہم اس کو جنوری تک revise کر کے دوبارہ سے اس کے مطابق ٹیکس لیں تو automatically rental value اوپر چلی جائے گی۔ میں ان سے کہنا چاہوں گا کہ اگر یہ مجھ سے پوری details لینا چاہتے ہیں تو میں ان کو details دینے کے لئے حاضر ہوں کہ کون کون سی لاہور کی سڑک posh areas کی (A)category میں آتی ہے اور کتنے گز تک وہ (A)category میں ہے اس کے بعد وہ (B)category میں چلی جاتی ہے اور پھر اس کے بعد وہ (C)category میں چلی جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاید (A)category میں 5 مرلہ کا گھر ہو سکتا ہے جب آپ (C)category یا (D)category میں جائیں تو ایک کنال کے گھر کی وہی value ہے جو (A)category کے 5 مرلہ کے گھر کی ہے تو پھر میں ان کو کہوں گا کہ اس میں کسی کچی آبادی کو، کسی

ایسے شخص کو جو غریب آدمی ہے اس پر کوئی ٹیکس نہیں ہے وہ exemption اُسی طرح چلے گی اور صرف اور صرف (A)category میں جو گھر آتے ہیں ان پر ٹیکس لگے گا۔ اس کے علاوہ دوسرا سوال ہمارے ڈاکٹر صاحب نے پوچھا تھا میرا خیال ہے وہ اب چلے گئے ہیں۔ ان کا سوال دو کنال، چار کنال اور چھ کنال کے گھروں کے حوالے سے تھا ان کو بھی میں یہی کہوں گا کہ ہم نے (A)category کا جو rating area ہے اس پر one time luxury tax لگایا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! وزیر موصوف نے جو وضاحت کی ہے اس سے کوئی بھی مطمئن نہیں ہے۔ rental value کے اعتبار سے وہ سالانہ 5 ہزار روپے اب لیں گے یعنی منظوری یہ اب لے رہے ہیں اور assess بعد میں کریں گے۔ جب یہ assess کریں گے، کوئی mechanism بنائیں گے تو اس وقت ایوان میں یہ amendment move کر دیں اور اس کی منظوری لے لیں لیکن پیشگی پھندا ڈالنا اور trap کرنا، میرا خیال ہے کہ یہ ناانصافی ہے۔ ہم لوگ 5 مرلہ کے گھروں پر ٹیکس کو کسی بھی انداز سے تسلیم نہیں کرتے، اس کی justification نہیں بنتی لہذا ہم سب واک آؤٹ کریں گے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف احتجاجاً ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: جی، ایسے نہ کریں۔ لیڈر آف دی اپوزیشن ایسے نہ کریں۔ کیا انہوں نے پانچ منٹ کے لئے واک آؤٹ کیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ ایک دو منسٹر صاحبان اور ایک دو سینئر ممبران کو بھجوائیں تاکہ وہ اپوزیشن کو اس بات پر آمادہ کریں اور وہ اپنا بائیکاٹ ختم کر کے واپس آئیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کے سوا انہیں کوئی satisfy نہیں کر پائے گا۔ This I tell you.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم اپوزیشن لیڈر نے جو بات کی ہے اس پر میں نے فنانس منسٹر سے کہا ہے کہ آپ (A)category ایریا کی لسٹ محترم اپوزیشن لیڈر کو دے دیں۔ اس کیٹیگری میں سے وہ ایک آدمی کی نشاندہی کر دیں کہ یہ غریب آدمی ہے اور اس پر آپ زیادتی کر رہے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ اگر شاہدرہ میں 6 مرلہ کا مکان ہو جس کی کل قیمت 8 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو اس پر تو ٹیکس لگے کیونکہ وہ 5 مرلہ سے زیادہ ہے اور اگر صدیق ٹریڈ سنٹر میں 3 مرلہ کا فلیٹ ہو جس

کی قیمت ساڑھے تین کروڑ روپے ہے تو اس پر ٹیکس نہیں لگے گا کیونکہ اس کا covered area ساڑھے تین مرلہ ہے۔اس طرح سے upper class اس contradiction اور لاء میں weakness کی وجہ سے benefit اٹھا رہی تھی، جن کو ٹیکس دینا چاہئے تھا وہ نہیں دے رہے تھے اور جن کو نہیں دینا چاہئے ان سے لیا جا رہا تھا تو اس contradiction کو ختم کرنے کے لئے یہ amendment کی گئی ہے تاکہ جو آدمی 5 مرلہ، 4 مرلہ یا ساڑھے تین مرلہ کا فلیٹ 3 کروڑ روپے میں خرید سکتا ہے تو وہ گورنمنٹ کو ٹیکس بھی دے۔ یہ نہیں کہ 5 مرلہ کی وجہ سے exempt ہو جائے اور دوسری طرف 6 مرلہ کا گھر جس کی کل قیمت سات، آٹھ لاکھ روپے ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ بات بتانے کی ہے، آپ بتاتے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم اپوزیشن لیڈر صاحب کو چاہئے تھا کہ وہ یہاں پر بیٹھتے، فنانس منسٹر صاحب نے بھی بات کی ہے میں بھی ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں اور ان کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ وہ rating area کی لسٹ لے لیں۔ انہیں چاہئے تھا کہ آج اعتراض کرنے سے پہلے وہ یہ لسٹ لے لیتے، میں انہیں کہوں گا کہ وہ اس پورے ایریا میں پانچ آدمیوں کی نشاندہی کر دیں کہ یہ غریب آدمی ہیں، یہ اس کی زد میں آ جائیں گے تو ہم اپوزیشن کی بات کو تسلیم کر لیں گے۔

جناب سپیکر: رانا مشہود احمد خان، رانا محمد ارشد اور ملک ندیم کامران آپ تینوں حضرات جائیں اور اپوزیشن کو واپس لے کر آئیں۔ ان کو لسٹ کے مطابق بات بتائیں، اصل میں confusion ہو رہی ہے۔

(اس مرحلہ پر وزیر تعلیم رانا مشہود احمد خان، وزیر زکوٰۃ و عشر ملک ندیم کامران اور رانا محمد ارشد، ایم پی اے اپوزیشن کو منانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ اُسی طرح سے ہے جس طرح سے ایگریکلچر انکم ٹیکس پر confusion تھی۔ لوگ اپنی انکم کو ایگریکلچر انکم ٹیکس کے لبادے میں اتنا زیادہ show کر کے exemption لے رہے تھے اور دوسری طرف جہاں پر ان کو اصل انکم ہو رہی ہے اس کو وہ اس طرح سے cover کر رہے تھے۔

جناب سپیکر: میں بھی قائد حزب اختلاف سے گزارش کروں گا کہ وہ اندر تشریف لائیں، ہم ان کو welcome کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ جب تک اپوزیشن واپس نہیں آجاتی آپ معمول کی کارروائی کو ملتوی رکھیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ میرے خیال میں دو چار منٹ بہتر رہے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شیخ علاؤالدین صاحب کو یا کسی اور دوست کو پوائنٹ آف آرڈر پر اپنا مسئلہ پیش کرنے کی اجازت دیں تاکہ ہم انتظار کر لیں اور اتنی دیر میں اپوزیشن واپس آجائے۔ (قہقہہ)

جناب سپیکر: جی، کون پوائنٹ آف آرڈر لینا چاہ رہا تھا؟

محترمہ صبا صادق (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نے آپ سے پہلے بھی request کی تھی۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا عبدالرؤف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، اب میں نے floor اُدھر دے دیا ہے، محترمہ صبا صادق!

محترمہ صبا صادق (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر request کی تھی، اس وقت بات ہو رہی تھی کہ آج ہماری کچھ خواتین reserve seats پر آئی ہیں اور خواتین کے کردار پر بات ہو رہی تھی کہ ان کو جنرل الیکشن میں منتخب ہو کر بھی آنا چاہئے۔ میں یہ گزارش کروں گی کہ خواتین جنرل الیکشن سے ہوں، reserve seats سے ہوں، اپوزیشن سے ہوں یا treasury benches سے ہوں، میں سمجھتی ہوں کہ خواتین کو as a Member of the Assembly اپنا کردار خود متعین کرنا ہے کہ انہوں نے کس طرح سے معاشرے میں باقی خواتین کی دادرسی کرنی ہے اور ان کا سہارا بننا ہے۔ جو خواتین ایوان میں آتی ہیں وہ بے شک باصلاحیت ہوتی ہیں اور میں political parties کو بھی request کروں گی کہ خواتین جو سینئر ممبر ہیں ان کو جنرل سیٹوں پر election contest کرنے کا ضرور موقع دیں۔ وہ باصلاحیت ہیں وہ الیکشن لڑتی ہیں، پارٹی کے الیکشن میں بھرپور حصہ لیتی ہیں اور ان کی کامیابی کا باعث بنتی ہیں۔ اگر خاتون ممبر کو جنرل سیٹ پر نوازا جائے، اس کو موقع دیا جائے کہ وہ الیکشن لڑے اور الیکشن لڑ کر ایوان میں آئے تو وہ بہتر طریقے سے حلقہ بھی سنبھال سکتی ہے۔ میں آج نئی آنے والی بہنوں کو مبارکباد بھی دوں گی اور وہ بہنیں جو اس وقت ہمارے ساتھ بیٹھی

ہیں ان سے بھی درخواست کروں گی کہ وہ اپنا کردار متعین کریں تاکہ معاشرے کے فعال نمائندے کی حیثیت سے اور ایوان کے ممبر کی حیثیت سے اپنا کردار ادا کر سکیں اور باقی بہنیں جو دیہاتوں میں ان کی مدد کی منتظر ہیں ان کے لئے بھی کچھ کر سکیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں نے بھی گزارش کرنی تھی۔

جناب سپیکر: بی بی! آپ پہلے ان کو دو منٹ سننے دیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب والا! پہلے میرا نام تھا۔

جناب سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر genuine ہونا چاہئے۔ جی، فرمائیں!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب والا! میں دو points پر بات کرنا چاہتی ہوں، ایک ہمارے معزز ممبر نے کہا کہ lower middle class, upper middle class یہ جو طبقاتی distribution ہے یہ انگریز نے کی تھی۔ ہمارے نبی پاک ﷺ نے مساوات کا پیغام دیا ہوا ہے کہ جو تقویٰ میں برابر ہو کسی غریب پر کسی امیر کو اور کسی عربی کو عجمی پر برتری حاصل نہیں ہے۔ اس طرح کی discrimination نہیں ہے---

جناب سپیکر: دینے والا اللہ تعالیٰ ہے، کسی کو غریب بنا دیتا ہے تو کسی کو امیر بنا دیتا ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے feelings کو injure کیا ہے۔ جہاں تک reserve seats کا تعلق ہے ہمارے قائداعظم محمد علی جناحؒ نے اس کی بنیاد رکھی تھی اور یہ reserve seats خواتین کو مفت میں نہیں ملتیں، grass root level پر کام کیا گیا ہے۔ خواتین بھی پارٹی میں دس دس، پندرہ پندرہ سال کے experience کے بعد یہاں تک پہنچتی ہیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ جی، بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہاں جو کار پارکنگ بنائی ہوئی ہے ایک تو وہاں پر بہت دھوپ ہوتی ہے، سائے کا انتظام نہیں ہے اس لئے وہاں پر "تمبو" کا انتظام ہونا چاہئے دوسرا یہ ہے کہ ڈرائیوروں کے لئے پانی کی قلت ہے۔ صبح جو پانی رکھا جاتا ہے وہ فوری طور پر ختم ہو جاتا ہے اور اس کے بعد پانی کوئی نہیں بھرتا۔

جناب سپیکر: سیکرٹری صاحب! یہ آپ سن رہے ہیں؟

جناب احمد خان بلوچ: جب ہم اجلاس میں شرکت کے بعد جب باہر جاتے ہیں تو ہمارے ڈرائیور چیختے ہیں، اس کے علاوہ وہاں پر بیٹھنے کی بھی کوئی جگہ نہیں ہے۔ ایسا انتظام کیا جائے کہ کم از کم وہاں پر ڈرائیور بیٹھ سکیں۔

جناب سپیکر: اس میں دو چیزیں ہیں، پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر وہاں پر ٹینٹ لگا دیئے جائیں تو ان دِنوں تیز ہوا کے باعث وہ اکھڑ سکتے ہیں کہیں آپ کی کسی گاڑی کا شیشہ نہ ٹوٹ جائے، آپ پھر میرے گلے پڑ جائیں گے؟

جناب احمد خان بلوچ: جناب والا! نہیں ٹوٹتے، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جہاں تک پانی کی بات ہے تو وہ ہم دیکھ رہے ہیں---

جناب احمد خان بلوچ: جناب والا! پانی کی بہت تکلیف ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں اس کا نوٹس لیتا ہوں۔

جناب احمد خان بلوچ: شکریہ

جناب محمد توفیق بٹ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں ایک انتہائی اہم مسئلہ آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ میرا علاقہ کنٹونمنٹ کا ہے اور اس علاقے میں 95ہزار ووٹ ہیں۔ پنجاب حکومت کی طرف سے اتوار بازار، رمضان بازار اور اس قسم کی جتنی بھی سہولیات ہیں میرے علاقہ کے لوگ اس سے محروم ہیں۔ وہ علاقہ بہت زیادہ کچی آبادیوں پر بھی مشتمل ہے۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ تو رانا ثناء اللہ خان صاحب نے ہمیں موقع فراہم کیا ہے ورنہ ہم سب نے آپ کو ووٹ دیئے ہیں لیکن آپ سارا ٹائم اپوزیشن کو دے رہے ہیں۔ آپ ان کے ساتھ زیادہ ہمدردی کرتے ہیں، میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ ہمارے علاقوں میں بھی مسائل ہیں ہم بھی بڑے پسے ہوئے ہیں---

جناب سپیکر: حضور والا! میں نے آپ کو کب روکا ہے؟

جناب محمد توفیق بٹ: جناب والا! آپ ہمیں ٹائم ہی نہیں دیتے۔

جناب سپیکر: ٹائم کا مطلب یہ نہیں ہے---

جناب محمد توفیق بٹ: بہر حال میں یہ عرض کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بات کب نہیں سنی گئی؟

جناب محمد توفیق بٹ: جناب والا! میری آپ سے ہاتھ باندھ کر گزارش ہے کہ کنٹونمنٹ کے جو علاقے ہیں وہ سارے posh علاقے نہیں ہوتے کچی آبادیاں بھی اس میں شامل ہیں اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ رمضان بازار اُدھر بھی لگنے چاہئیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ ان کو بتائیں۔

جناب محمد توفیق بٹ: جو بھی پنجاب حکومت کی facilities ہیں انہیں بھی ملنی چاہئیں۔

جناب سپیکر: متعلقہ وزیر صاحب نے آپ کی بات سن لی ہے۔

جناب محمد توفیق بٹ: شکریہ

جناب اکمل سیف چٹھہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اکمل سیف چٹھہ: جناب والا! صبح جب میں اسمبلی اجلاس میں شرکت کے لئے آ رہا تھا back side سے یعنی پچھلی جو روڈ ہے وہاں سے میں آیا ہوں تو جب میں اندر داخل ہو رہا تھا تو ہماری ایک معزز ممبر محترمہ حسینہ بیگم پچھلے barrier سے پیدل اندر آ رہی تھیں۔ میں نے انہیں اپنی گاڑی میں بٹھایا اور وہاں سے اسمبلی تک لے کر آیا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ اتنی دور سے پیدل آ رہی تھیں تو انہوں نے بتایا کہ سکیورٹی والوں نے میرے رکشا کو روکا ہوا تھا اور مجھے اندر نہیں جانے دیا جا رہا تھا۔ میں یہ درخواست کروں گا کہ اگر میری گاڑی کو اس barrier سے آگے آنے کی اجازت مل گئی ہے تو حسینہ صاحبہ کے رکشا کو بھی اندر آنے کی اجازت ملنی چاہئے۔

جناب سپیکر: بعض اوقات سکیورٹی کی بھی بات ہوتی ہے۔ آپ تشریف رکھیں، رکشے ادھر نہیں آ سکتے۔ مہربانی

جناب اکمل سیف چٹھہ: جناب والا! ایم پی اے کو تو اجازت ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: جب آپ کا سپیکر وہاں سے پیدل چل کر آ سکتا ہے تو آپ کو کیا ہوتا ہے ؟ مجھے یہ تو بتائیں۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر وزیر تعلیم رانا مشہود احمد خان، وزیر زکوٰۃ وعشر ملک ندیم کامران اور
رانا ارشد، ایم پی اے ایوان میں تشریف لائے)

آپ آ گئے ہیں، کیا آپ اللہ کے فضل سے کامیاب واپس لوٹے ہیں؟

وزیر تعلیم (رانا مشہود احمد خان): جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ مجھے پتا نہیں ہے کہ اپوزیشن نے کس طرح کا بائیکاٹ کیا ہے؟ وہ باہر رُکے ہی نہیں ہیں اور وہ سیدھا اسمبلی سے باہر نکل گئے ہیں۔ جیسے ہی وہ واپس آئیں گے تو پھر ہم ان سے بات کر کے بتائیں گے، اس وقت تو وہ Assembly premises سے ہی باہر جا چکے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ کیا ہوا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے لگتا ہے کہ انہوں نے پہلے سے ہی پروگرام بنایا ہوا تھا اور بائیکاٹ کرنے کے بعد میرے خیال میں وہ media coverage کے لئے گئے ہیں۔ آپ اس وقت تک ایوان کی کارروائی چلائیں۔

جناب سپیکر: ہمارے وزیر صاحب بھی ان کے ساتھ چلے گئے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ ایوان کی کارروائی کو آگے چلائیں اور ویسے بھی وزیر صاحب واپس آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کدھر ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! آپ ذرا اپنے بائیں طرف دیکھیں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے دیکھ لیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): آپ اس وقت تک ایوان کی کارروائی چلائیں باقی مزید ان کی تسلی وتشفی کے لئے جب وہ آئیں گے تو عرض کریں گے۔

MR SPEAKER: Now, second reading starts…

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میری اپوزیشن لیڈر صاحب سے بات ہوئی ہے وہ ادھر لابی میں تشریف لے آئے ہیں، میں نے ان سے request کی ہے، ابھی ساری اپوزیشن ایوان میں تشریف لا رہی ہے۔

جناب سپیکر: بڑی خوش آئند بات ہے، آپ کی مہربانی ہے کہ آپ کوئی اچھی بات کر کے ان کو لے آئے ہیں، اس پر میں آپ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور قائد حزب اختلاف کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اگر اندر تشریف لے آئیں تو بہتر ہو گا۔

میاں مناظر حسین رانجھا: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ موقع غنیمت جانتے ہوئے آپ سے زرعی انکم ٹیکس کے حوالے ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں اگر آپ اجازت دیں تو۔۔۔

جناب سپیکر: کس حوالے سے؟

میاں مناظر حسین رانجھا: جناب والا! زرعی انکم ٹیکس کے حوالے سے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں۔ آپ late تو نہیں آئے؟ جب رانا ثناء اللہ خان بات کر رہے تھے تو کیا آپ تشریف فرما تھے؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ ختم
کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)
(نعرہ ہائے تحسین)

شکریہ۔ Welcome back. Thank you very much۔ جی، آپ اپنی بات جلدی سے کر لیں۔

میاں مناظر حسین رانجھا: جناب والا! میں صرف یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ زرعی انکم ٹیکس کا قانون تو موجود ہو گا لیکن اس کا on ground نفاذ ابھی تک نہیں ہو سکا ہے۔ میری وزیر قانون سے اور وزیر خزانہ سے درخواست ہو گی کہ اس سلسلے میں ایک کمیٹی تشکیل دے دیں تاکہ اس کے اندر زمینداروں کے مسائل پر غور ہو سکے۔ ہم ٹیکس دینے کے لئے بھی تیار ہیں لیکن میری گزارش ہو گی کہ ان کے مسائل بھی سن لئے جائیں، ان کی تکالیف بھی سن لی جائیں کیونکہ اس وقت جو ڈیزل کی قیمت ہے، زرعی ادویات کی قیمت ہے اور کھاد کی جو قیمت ہے اتنی قیمت ادا کرنے کے باوجود وہ خالص نہیں ملتی۔ اس کے باوجود۔۔۔

جناب سپیکر: میاں مناظر حسین رانجھا، جناب احمد خان بلوچ اور اپوزیشن سے سردار وقاص حسن مؤکل، سردار شہاب الدین خان، یہ چاروں حضرات وزیر خزانہ اور وزیر قانون سے ملیں گے۔ میں دونوں وزراء صاحبان سے گزارش کرتا ہوں کہ ان کی بات سنئے گا اور ان کو satisfy کیجئے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! رانجھا صاحب نے بڑی معقول بات کی ہے کہ یہ قانون تو پہلے سے موجود تھا لیکن اس کا نفاذ نہیں کیا گیا۔ یہاں معزز ایوان میں بہت سارے زمیندار بھائی بیٹھے ہیں۔ یہ انکم ٹیکس ادا کرنے سے جو رقم حاصل ہو گی اس کے متعلق وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے یہ commitment دی ہے کہ اسی قدر رقم مزید اس میں شامل کر کے زراعت اور زمیندار کے مسائل حل کرنے کے لئے خرچ کی جائے گی۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ جو ہر طرف شور مچا ہوا ہے کہ زمیندار ظالم ہے، جاگیر دار ہے، یہ ٹیکس ادا نہیں کرتا، یہ ظلم کرتا ہے اس شور کو بند کرنے کے لئے اگر زمیندار ٹیکس ادا کرے تو یہ اس طرح سے کوئی اتنی بڑی amount نہیں ہے لیکن اس سے زمیندار اور کاشتکار کے خلاف جو propagation ہو رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس propagation کو ختم کرنے کے لئے زمیندار کو انکم ٹیکس ادا کرنے کے لئے ایک قدم آگے بڑھانا چاہئے، اس کے future میں بہت بہتری ہے اور اس سے زراعت کی صنعت آگے بڑھے گی اور ترقی کرے گی۔

جناب سپیکر: وہ ٹیکس دینے کے لئے تیار ہیں لیکن تھوڑی سی ambiguity ہے، آپ بیٹھ کر اسے دور کر لیں گے تو معاملہ ٹھیک ہو جائے گا۔ تشریف رکھیں۔ جی، let me proceed further

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Finance Minister. He may move it.

MINISTER FOR FINANCE (Mian Mujtaba Shuja Ur Rehman)**:** Mr Speaker! I move:

"That for Clause 10 of the Bill, as introduced in the Assembly, the following be substituted:-

"10.Luxury tax on houses.- (1) Notwithstanding anything contained in any other law, the Government shall levy, assess, collect and recover tax from the owner or occupant of a residential house at the following rate:-

S.No.	Description of Residential House	Rate of Tax
1.	Residential house measuring 1000 square yards and above but less than 2000 square yards;	Five hundred thousand rupees
2.	Residential house measuring 2000 square yards but less than 4000 squares yards; and	One million rupees
3.	Residential house measuring 4000 square yards and above.	One million and five hundred thousand rupees

(2) The tax shall be levied on one time basis and if a residential house is constructed after the commencement of this Act, the owner or occupant of the residential house shall pay the tax on one time basis within one year of the completion of construction of the house.

(3) The owner or occupant of a residential house shall pay the tax in lump sum or in four equal quarterly installments.

(4) In case of payment of tax in installments, the tax shall be payable before the expiry of each of the four quarters of the year counted from the date of issuance of notice for the payment of the tax.

(5) Subject to subsection (6), where the tax or an installment of the tax is not paid within the prescribed time, a surcharge of one percent of the outstanding tax per month shall be levied on the owner or occupant of a residential house.

(6) The Government may, in an individual case of hardship and for reasons to be recorded in writing, waive the surcharge or a part of the surcharge on the tax.

(7) A residential house, measuring not more than two thousand square yards, owned by a widow and in which she herself resides, shall be exempted from the payment of the tax levied under this section and if the widow owns more than one residential house liable to tax, she shall be entitled to exemption only in respect of one house.

(8) Where the tax has not been levied on a residential house owned by a widow, the tax shall be payable on such house by her legal heirs or any other transferee not being a widow within one year of her demise or transfer.

(9) The tax shall not be levied, charged or paid in respect of a residential house which is transferred after the payment of the tax.

(10) The tax under this section shall, as nearly as possible, be assessed, paid, recovered, administered and regulated as if it is a tax under the Punjab Urban Immovable Property Tax Act, 1958 (V of 1958).

(11) The Government may, by notification in the official Gazette, make rules to carry out purposes of this section.

(12) In this section-

(a) completion of construction" shall be construed on a day when a house is ready for living or two years from the date of installation of electricity connection, whichever is earlier;

(b) "Government" means Government of the Punjab;

(c) "residential house" means a house, irrespective of its current use, located in a rating area specified as category A for purposes of the Punjab Urban Immovable Property Tax Act, 1958 (V of 1958) or located in an area as the Government may, by notification, specify but shall not include a house owned by the Government, Federal Government, local government development authority or any other body or authority owned or controlled by the

Government or in which the Government has substantial financial interest; and

(d) "Tax" means the luxury tax on a residential house levied under the section."

MR SPEAKER: The amendment moved:

"That for Clause 10 of the Bill, as introduced in the Assembly, the following be substituted:-

"10.Luxury tax on houses.- (1) Notwithstanding anything contained in any other law, the Government shall levy, assess, collect and recover tax from the owner or occupant of a residential house at the following rate:-

S.No.	Description of Residential House	Rate of Tax
1.	Residential house measuring 1000 square yards and above but less than 2000 square yards;	Five hundred thousand rupees
2.	Residential house measuring 2000 square yards but less than 4000 squares yards; and	One million rupees
3.	Residential house measuring 4000 square yards and above.	One million and five hundred thousand rupees

(2) The tax shall be levied on one time basis and if a residential house is constructed after the commencement of this Act, the owner or occupant of the residential house shall pay the tax on one time basis within one year of the completion of construction of the house.

(3) The owner or occupant of a residential house shall pay the tax in lump sum or in four equal quarterly installments.

(4) In case of payment of tax in installments, the tax shall be payable before the expiry of each of the four quarters of the year counted from the date of issuance of notice for the payment of the tax.

(5) Subject to subsection (6), where the tax or an installment of the tax is not paid within the prescribed time, a surcharge of one percent of the outstanding tax per month shall be levied on the owner or occupant of a residential house.

(6) The Government may, in an individual case of hardship and for reasons to be recorded in writing, waive the surcharge or a part of the surcharge on the tax.

(7) A residential house, measuring not more than two thousand square yards, owned by a widow and in which she herself resides, shall be exempted from the payment of the tax levied under this section and if the widow owns more than one residential house liable to tax, she shall be entitled to exemption only in respect of one house.

(8) Where the tax has not been levied on a residential house owned by a widow, the tax shall be payable on such house by her legal heirs or any other transferee not being a widow within one year of her demise or transfer.

(9) The tax shall not be levied, charged or paid in respect of a residential house which is transferred after the payment of the tax.

(10) The tax under this section shall, as nearly as possible, be assessed, paid, recovered, administered and regulated as if it is a tax under

the Punjab Urban Immovable Property Tax Act, 1958 (V of 1958).

(11) The Government may, by notification in the official Gazette, make rules to carry out purposes of this section.

(12) In this section-

(a) "completion of construction" shall be construed on a day when a house is ready for living or two years from the date of installation of electricity connection, whichever is earlier;

(b) "Government" means Government of the Punjab;

(c) "residential house" means a house, irrespective of its current use, located in a rating area specified as category A for purposes of the Punjab Urban Immovable Property Tax Act, 1958 (V of 1958) or located in an area as the Government may, by notification, specify but shall not include a house owned by the Government, Federal Government, local government development authority or any other body or authority owned or controlled by the Government or in which the Government has substantial financial interest; and

(d) "Tax" means the luxury tax on a residential house levied under the section.”

The motion moved and the question is:

"That for Clause 10 of the Bill, as introduced in the Assembly, the following be substituted:-

"**10.Luxury tax on houses.-** (1) Notwithstanding anything contained in any other law, the Government shall levy, assess, collect and recover tax from the owner or occupant of a residential house at the following rate:-

S.No.	Description of Residential House	Rate of Tax
1.	Residential house measuring 1000 square yards and above but less than 2000 square yards;	Five hundred thousand rupees
2.	Residential house measuring 2000 square yards but less than 4000 squares yards; and	One million rupees
3.	Residential house measuring 4000 square yards and above.	One million and five hundred thousand rupees

(2) The tax shall be levied on one time basis and if a residential house is constructed after the commencement of this Act, the owner or occupant of the residential house shall pay the tax on one time basis within one year of the completion of construction of the house.

(3) The owner or occupant of a residential house shall pay the tax in lump sum or in four equal quarterly installments.

(4) In case of payment of tax in installments, the tax shall be payable before the expiry of each of the four quarters of the year counted from the date of issuance of notice for the payment of the tax.

(5) Subject to subsection (6), where the tax or an installment of the tax is not paid within the prescribed time, a surcharge of one percent of the outstanding tax per month shall be levied on the owner or occupant of a residential house.

(6) The Government may, in an individual case of hardship and for reasons to be recorded in writing, waive the surcharge or a part of the surcharge on the tax.

(7) A residential house, measuring not more than two thousand square yards, owned by a widow and in which she herself resides, shall be exempted from the payment of the tax levied under this section and if the widow owns more than one residential house liable to tax, she shall be entitled to exemption only in respect of one house.

(8) Where the tax has not been levied on a residential house owned by a widow, the tax shall be payable on such house by her legal heirs or any other transferee not being a widow within one year of her demise or transfer.

(9) The tax shall not be levied, charged or paid in respect of a residential house which is transferred after the payment of the tax.

(10) The tax under this section shall, as nearly as possible, be assessed, paid, recovered, administered and regulated as if it is a tax under the Punjab Urban Immovable Property Tax Act, 1958 (V of 1958).

(11) The Government may, by notification in the official Gazette, make rules to carry out purposes of this section.

(12) In this section-

(a) "completion of construction" shall be construed on a day when a house is ready for living or two years from the date of installation of electricity connection, whichever is earlier;

(b) "Government" means Government of the Punjab;

(c) "residential house" means a house, irrespective of its current use, located in a rating area specified as category A for purposes of the Punjab Urban Immovable Property Tax Act, 1958 (V of 1958) or located in an area as the Government may, by notification, specify but shall not include a house owned by the Government, Federal Government, local government development authority or any other body or authority owned or controlled by the Government or in which the Government has substantial financial interest; and

(d) "Tax" means the luxury tax on a residential house levied under the section."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Finance!

MINISTER FOR FINANCE (Mian Mujtaba Shuja Ur Rehman): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Finance Bill 2013, as amended, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Finance Bill 2013, as amended, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Finance Bill 2013, as amended, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

منظور شدہ اخراجات برائے سال14-2013
کے گوشوارہ کا ایوان میں پیش کیا جانا

MR SPEAKER: Now, laying of the Schedule of Authorized Expenditure for the year 2013-2014. Minister for Finance!

MINISTER FOR FINANCE (Mian Mujtaba Shuja-Ur-Rehman): Mr Speaker! I lay the Schedule of Authorized Expenditure for the year 2013-14.

MR SPEAKER: The Schedule of Authorized Expenditure for the year 2013-2014 has been laid.

ہنگامی قانون
(جو پیش ہوا)
ہنگامی قانون (ترمیم) سروس ٹربیونل پنجاب مجریہ2013

MR SPEAKER: Now, laying of the Punjab Service Tribunals (Amendment) Ordinance 2013. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Punjab Service Tribunals (Amendment) Ordinance 2013.

MR SPEAKER: The Punjab Service Tribunals (Amendment) Bill 2013 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to a Special Committee consisting of the following members with the direction to submit its report up to 31st July 2013.

1. Mian Naseer Ahmad, MPA (Convener)
2. Malik Muhammad Nawaz, MPA
3. Mian Tariq Mehmood, MPA
4. Rana Muhammad Arshad, MPA

5. Mr. Mehmood Qadir Khan, MPA
6. Sardar Qaisar Abbas Khan Magsi, MPA
7. Mian Muhammad Kazim Ali Pirzada, MPA
8. Mr. Muhammad Khurram Gulfam, MPA
9. Mrs. Ayesha Javed, MPA
10. Dr. Murad Raas, MPA
11. Mian Naseer Ahmad shall be the convener of the Committee.

واضح رہے کہ کل مورخہ 28۔جون 2013 کو Supplementary Budget پر بحث ہو گی جو معزز ارکان اس میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام اپنے پارلیمانی لیڈر کے ذریعے سیکرٹری اسمبلی کو پہنچا دیں۔ شکریہ

آج کے اجلاس کا وقت ختم ہوا لہذا اب اجلاس کل بروز جمعۃ المبارک 28۔جون 2013 صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔